خطبہ نمبر

قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

# الفضل

لندن

Online Edition

مدیر: ابو سعید

سوموار 5 دسمبر 2022ء | 10 جمادی الاول 1444 ہجری قمری | 5 فتح 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:266

## فرمانِ رسولؐ

عَنۡ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ تَسَمَّوۡا بِاسۡمِیۡ وَلَا تَکۡتَنُوۡا بِکُنۡیَتِیۡ

(صحیح بخاری کتاب المناقب باب کُنۡیَۃِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرے نام پر نام رکھا کرو لیکن میری کنیت نہ رکھا کرو۔

## حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

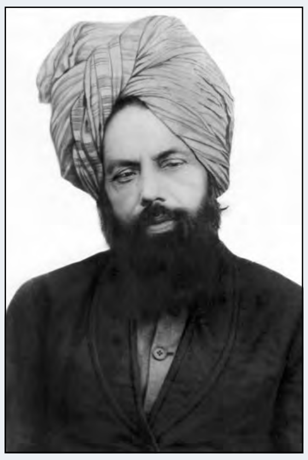

- دُنیا میں کروڑہا ایسے پاک فطرت گذرے ہیں اور آگے بھی ہوں گے لیکن ہم نے سب سے بہتر اور سب سے اعلیٰ اور سب سے خوب تر اس مردِ خدا کو پایا ہے جس کا نام ہے محمّد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ﴿۵۷﴾

(الاحزاب: 57)

ان قوموں کے بزرگوں کا ذکر تو جانے دو جن کا حال قرآن شریف میں تفصیل سے بیان نہیں کیا گیا صرف ہم اُن نبیوں کی نسبت اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔ جیسے حضرت موسیٰ حضرت داؤد حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور دوسرے انبیاء سو ہم خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں نہ آتے اور قرآن شریف نازل نہ ہوتا اور وہ برکات ہم بچشم خود نہ دیکھتے جو ہم نے دیکھ لئے تو ان تمام گذشتہ انبیاء کا صدق ہم پر مشتبہ رہ جاتا کیونکہ صرف قصوں سے کوئی حقیقت حاصل نہیں ہوسکتی اور ممکن ہے کہ وہ قصے صحیح نہ ہوں اور ممکن ہے کہ وہ تمام معجزات جو اُن کی طرف منسوب کئے گئے ہیں وہ سب مبالغات ہوں کیونکہ اب ان کا نام و نشان نہیں بلکہ ان گذشتہ کتابوں سے تو خدا کا پتہ بھی نہیں لگتا اور یقیناً سمجھ نہیں سکتے کہ خدا بھی انسان سے ہمکلام ہوتا ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے یہ سب قصے حقیقت کے رنگ میں آگئے۔

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 301-302)

- جو لوگ ناحق خدا سے بے خوف ہو کر ہمارے بزرگ نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو برے الفاظ سے یاد کرتے اور آنجناب پر ناپاک تہمتیں لگاتے اور بدزبانی سے باز نہیں آتے ہیں ان سے ہم کیونکر صلح کریں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبیؐ پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں۔ خدا ہمیں اسلام پر موت دے ہم ایسا کام کرنا نہیں چاہتے جس میں ایمان جاتا رہے۔

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 459)

- میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصّہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سیّد و مولیٰ فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو میں نے جو کچھ پایا۔ اُس پیروی سے پایا اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اُس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفت کاملہ کا حصّہ پا سکتا ہے۔ اور میں اس جگہ یہ بھی بتلاتا ہوں کہ وہ کیا چیز ہے کہ سچی اور کامل پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب باتوں سے پہلے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ سو یاد رہے کہ وہ قلبِ سلیم ہے یعنی دل سے دنیا کی محبت نکل جاتی ہے اور دل ایک ابدی اور لازوال لذت کا طالب ہو جاتا ہے۔ پھر بعد اس کے ایک مصفّٰی اور کامل محبت الٰہی بباعث اس قلبِ سلیم کے حاصل ہوتی ہے اور یہ سب نعمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے بطور وراثت ملتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ (آل عمران:32)

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 64-65)

## ارشادِ باری تعالیٰ

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ﴿۵۷﴾

(الاحزاب: 57)

ترجمہ: یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔

## فرمانِ خلیفۂ وقت

آج ہم دیکھتے ہیں تو سب سے زیادہ فساد کی حالت مسلمان ممالک میں ہے۔ مسلمان گروہوں میں ہے۔ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے پر سرگرم ہیں۔ ہر ایک لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تو پڑھتا ہے اور دوسرے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھنے والے کا خون کرتا ہے۔ اس کا حق مارتا ہے۔ کسی بھی ذریعہ سے اس کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے، کیا یہی قرآن کریم کی تعلیم ہے جس پر یہ لوگ عمل کر رہے ہیں؟ کیا یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ ہے جس کی یہ لوگ پیروی کر رہے ہیں؟ آجکل تو ہم دیکھتے ہیں کہ ہر جگہ دنیاداری غالب ہے۔ اگر مذہب کا نام بھی لیتے ہیں تو سیاست چمکانے کے لئے اور اپنے زُعم میں اپنی حکومتیں قائم کرنے کے لئے یا بچانے کے لئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کے بارے میں تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ سنہری حروف میں لکھا جانے والا بیان ہے کہ ’’کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْاٰن‘‘ (مسند امام احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 305 حدیث 25816 مسند عائشہؓ مطبوعہ عالم الکتب العلمیۃ بیروت 1998ء) کہ آپ کی سیرت اور آپ کے معمولات کا پتہ کرنا ہے تو قرآن کریم آپ کی سیرت کی تفصیل ہے اسے پڑھو اور یہ نمونے آپ نے اس لئے قائم فرمائے کہ آپ کو ماننے والے مومن اس پر عمل کریں۔ صرف نعرے لگانے کے لئے نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ میرے سے حقیقی تعلق صرف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے سے قائم نہیں ہو گا بلکہ میری محبت کو حاصل کرنا ہے تو پھر میرے محبوب رسول کی پیروی کرو۔ اس کے اُسوہ کو اپناؤ تو میرے پیارے بن جاؤ گے۔ تمہیں وہ مقام مل جائے گا جو اللہ تعالیٰ کی قربت کا مقام ہے ورنہ تمہارے نعرے کھوکھلے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ وَیَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۳۲﴾ (آل عمران:32) کہ تُو کہہ دے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 20 اکتوبر 2017ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

## اس شمارہ میں

- پیشگوئی جنگِ عظیم (منظوم)
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

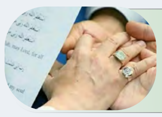

## دربارِ خلافت

# یہ وہ نمونہ ہے جس کو سامنے رکھنے کی
# حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت سے توقع کی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

آپ علیہ السلام ہم سے کیا توقعات اور امید رکھتے ہیں۔ آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’ہمیشہ اپنے قول اور فعل کو درست اور مطابق رکھو۔ جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنی زندگیوں میں کر کے دکھایا، ایسا ہی تم بھی ان کے نقشِ قدم پر چل کر اپنے صدق اور وفا کے نمونے دکھاؤ۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نمونہ ہمیشہ اپنے سامنے رکھو۔‘‘

(ملفوظات جلد 1صفحہ 248 ایڈیشن 2003ء)

پس جب ہم ان باتوں پر غور کرتے ہیں تو ہمیں عجیب نمونے نظر آتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے نمونے کی بات کی۔ آپ کی زندگی میں ہم صدق و وفا کے جو نمونے دیکھتے ہیں اُن میں ایک عجیب شان نظر آتی ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ میں نبی ہوں تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغیر کسی سوال کے کہا کہ میں آپ کو خدا تعالیٰ کا نبی مانتا ہوں۔

(دلائل النبوۃ جلد 1 صفحہ 24 باب دلائل النبوۃ فی اسلام ابو بکر مطبوعہ دار الکتب بیروت 2002ء)

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے دینی ضروریات کے لئے چندے کی ضرورت ہے، مومنوں کو چاہئے کہ وہ اپنے مال میں سے دینی ضروریات کے لئے مال دیں تو حضرت ابو بکر صدیق نے اپنے گھر کا سارا مال لا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔

(شرح العلامۃ الزرقانی جلد 4 صفحہ 69 باب ثم غزوۃ تبوک مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت 1996ء)

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کفار کے ظلموں کی وجہ سے اب مجھے لڑائی کا حکم ہوا ہے، اُن کا سختی سے جواب دینے کا حکم ہوا ہے، اُن کے خلاف تلوار اُٹھانے کا حکم ہوا ہے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار لے کر آ گئے کہ میں حاضر ہوں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فوری طور پر صلح حدیبیہ کے موقع پر فیصلہ بدل کر اپنی اس منشاء کا اظہار کیا کہ لڑائی نہ کی جائے بلکہ صلح کی جائے تو سب بڑے بڑے صحابہ اُس وقت بے چین ہوئے، بعض کے ماتھے پر شکنیں آنے لگیں کہ یہ کیا ہونے لگا ہے مگر حضرت ابو بکر صدیق نے کہا بالکل ٹھیک ہے، صلح ہی ہونی چاہئے۔

(ماخوذ از صحیح البخاری کتاب الجزیۃ والموادعۃ باب منہ حدیث 3182)

پس یہ وہ نمونہ ہے جس کو سامنے رکھنے کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت سے توقع کی ہے۔ یہ معیار سامنے رہیں گے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توقعات کو پورا کرنے کی روح قائم رہے گی۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ایک جلسہ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہشات اور توقعات پر پورا نہ اترنے کی وجہ سے آپ علیہ السلام کو کس قدر تکلیف ہوئی اور کس قدر ناراضگی کا اظہار کیا تھا۔

(مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 360 اشتہار نمبر 117)

تو طبیعت بے چین ہو جاتی ہے۔ پس آج اس زمانے میں ہم نے اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے مقصد کا حصہ بننا ہے تو ہمیں آپ کی ہر بات پر لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھنے کی ضرورت ہے۔ اپنے اندر روحانی انقلاب پیدا کرنے کی کوشش کرنے کی ضرورت ہے اور اُس طاقت اور جوش کی ضرورت ہے جس کا نمونہ صحابہ نے جنگِ حُنین میں دکھایا تھا۔ کیونکہ اس جذبے کے بغیر نہ ہم لغویات سے بچ سکتے ہیں، نہ ہم دنیا کی لالچوں سے بچ سکتے ہیں نہ ہم اپنے نفس کی اصلاح کر سکتے ہیں، نہ ہم جلسوں میں شامل ہونے کی روح کو سمجھ سکتے ہیں اور نہ ہی ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے مقصد کو سمجھ سکتے ہیں، نہ ہمارے اندر اسلام کی خدمت کے جذبے کی حقیقی روح پیدا ہو سکتی ہے۔

(خطبہ جمعہ 27/ دسمبر 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

# پیشگوئی جنگِ عظیم
## (کلام حضرت مسیح موعودؑ)

یہ نشانِ زلزلہ جو ہو چکا منگل کے دن
وہ تو اِک لقمہ تھا جو تم کو کھلایا ہے نہار

اِک ضیافت ہے بڑی اے غافلو! کچھ دن کے بعد
جس کی دیتا ہے خبر فُرقاں میں رحماں بار بار

فاسقوں اور فاجروں پر وہ گھڑی دُشوار ہے
جس سے قیمہ بن کے پھر دیکھیں گے قیمہ کا بگھار

خوب کھل جائے گا لوگوں پہ کہ دیں کس کا ہے دیں
پاک کر دینے کا تیرتھ کعبہ ہے یا ہر دوار

وحیٔ حق کے ظاہری لفظوں میں ہے وہ زلزلہ
لیک ممکن ہے کہ ہو کچھ اور ہی قسموں کی مار

کچھ ہی ہو پر وہ نہیں رکھتا زمانہ میں نظیر
فوقِ عادت ہے کہ سمجھا جائے گا زورِ شمار

یہ جو طاعوں ملک میں ہے اس کو کچھ نسبت نہیں
اُس بلا سے وہ تو ہے اِک حشر کا نقش و نگار

وقت ہے توبہ کرو جلدی مگر کچھ رحم ہو
سست کیوں بیٹھے ہو جیسے کوئی پی کر کوکنار

تم نہیں لوہے کے کیوں ڈرتے نہیں اُس وقت سے
جس سے پڑ جائے گی اِک دم میں پہاڑوں میں بغار

وہ تباہی آئے گی شہروں پہ اور دیہات پر
جس کی دنیا میں نہیں ہے مثل کوئی زینہار

(منقول از نوٹ بک حضرت مسیح موعودؑ)

# خلاصہ خطبہ جمعہ

## سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 2/ دسمبر 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

**اللہ اکبر! ان دونوں (ابوبکرؓ و عمرؓ) کے صدق وخلوص کی کیا بلند شان ہے، وہ دونوں ایسے (مبارک) مدفن میں دفن ہوئے کہ اگر موسیٰؑ اور عیسیٰؑ زندہ ہوتے تو بصد رشک وہاں دفن ہونے کی تمنا کرتے لیکن یہ مقام محض تمنا سے تو نہیں حاصل ہوسکتا اور نہ صرف خواہش سے عطاء کیا جاسکتا ہے بلکہ یہ تو بارگاہ ربّ العزت کی طرف سے ایک ازلی رحمت ہے**

حضور انور ایدہ اللہ نے تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد بسلسلہ محاسن و مناقب حضرت ابوبکر صدیقؓ مزید بیان فرمایا۔

### لوگوں میں سب سے بہتر اور محبوب

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم لوگوں میں سے ایک کو دوسرے سے بہتر قرار دیا کرتے تھے اور سمجھتے تھے اُس وقت کہ حضرت ابوبکرؓ سب سے بہتر ہیں، پھر حضرت عمرؓ بن خطاب، پھر حضرت عثمانؓ بن عفّان۔

### اظہارِ عجز

حضرت جابرؓ بن عبد اللہ نے بیان کیا: حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ اے لوگوں میں سے سب سے بہتر رسول اللہؐ کے بعد! تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا! اگر تم ایسا کہتے ہو تو مَیں نے رسول اللہؐ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سورج طلوع نہیں ہوا کسی آدمی پر جو عمر سے بہتر ہو۔

### معیار اطاعت و محبّت رسول اللہؐ

حضرت عائذؓ بن عَمرو سے روایت ہے: حضرت سلمانؓ، حضرت صہیبؓ اور حضرت بلالؓ چند لوگوں کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے کہ ابوسفیان آئے، اُس پر اُن لوگوں نے کہا: اللہ کی قسم! اللہ کی تلواروں نے اللہ کے دشمن کی گردن کے ساتھ ابھی تک اپنا حساب چُکتا نہیں کیا۔ یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ نے کہا! کیا تم قریش کے بڑے سرداروں کے بارہ میں اِس طرح کہہ رہے ہو؟ پھر آپؓ خود نبی کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ بات بتائی تو آپؐ نے فرمایا کہ اے ابوبکر! شاید تم نے اُن لوگوں یعنی سلمان، صہیب اور بلال کو ناراض کر دیا ہے، اگر تم نے اُنہیں ناراض کیا تو سمجھ لو کہ تم نے اپنے ربّ کو ناراض کیا۔ اِس پر آپؓ اُن تینوں حضرات کے پاس آئے اور کہا کہ پیارے بھائیو! کیا مَیں نے آپؓ کو ناراض کر دیا ہے؟ تو اُنہوں نے کہا: نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے، اے ہمارے بھائی! اللہ آپؓ کو معاف کرے۔

### حفظِ قرآن

حضرت المصلح الموعودؓ بیان فرماتے ہیں: ابو عُبیدہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ کے مہاجر صحابہؓ میں سے مندرجہ ذیل کا حفظ ثابت ہے۔ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، سعدؓ، ابن مسعودؓ، حُذیفہؓ، سالمؓ، ابو ہریرہؓ، عبداللہؓ بن سائب، عبداللہؓ بن عمرؓ، عبداللہؓ بن عبّاسؓ اور عورتوں میں سے عائشہؓ، حضرت حفصہؓ اور حضرت امّ سلمیٰؓ۔ اِن میں سے اکثر نے تو آپؐ کی زندگی میں ہی قرآن شریف حفظ کر لیا تھا اور بعض نے آپؐ کی وفات کے بعد۔

### ثانی اثنین کے بارہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روایت

حضرت انسؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے روایت کی: وہ کہتے تھے کہ مَیں نے نبیؐ سے کہا اور مَیں اُس وقت غار میں تھا کہ اگر اِن میں سے کوئی اپنے پاؤں کے نیچے نگاہ ڈالے تو ہمیں ضرور دیکھ لے گا تو آپؐ نے فرمایا! ابوبکر آپ کا کیا خیال ہے اِن دو شخصوں کی نسبت جن کے ساتھ تیسرا اللہ ہو۔

### محاسن اور خصوصی فضائل میں سے ایک خاص بات

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: حضرت ابوبکر صدیقؓ کے محاسن اور خصوصی فضائل میں سے ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ سفر ہجرت میں آپؓ کو رفاقت کے لئے خاص کیا گیا اور مخلوق میں سے سب سے بہترین شخص یعنی آنحضرتؐ کی مشکلات میں آپؓ اُن کے شریک تھے اور آپؓ مصائب کے آغاز سے ہی حضورؐ کے خاص انیس بنائے گئے تھے تاکہ محبوب خدا کے ساتھ آپؓ کا خاص تعلق ثابت ہو اور اِس میں بھید یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ خوب معلوم تھا کہ صدیق اکبر صحابہ میں سے زیادہ شجاع، متقی اور سب سے زیادہ آنحضرتؐ کے پیارے اور مردِ میدان تھے اور یہ کہ سیّد الکائناتؐ کی محبّت میں فنا تھے۔ آپؓ ابتداء سے ہی حضور کی مالی مدد کرتے اور آپؐ کے اہم امور کا خیال فرماتے تھے، سو اللہ نے تکلیف دہ وقت اور مشکل حالات میں اپنے نبیؐ کی آپؓ کے ذریعہ تسلی فرمائی اور الصّدیق کے نام اور نبی ثقلین کے قرب سے مخصوص فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو ثانی اثنین کی خلعتِ فاخرہ سے فیضیاب فرمایا اور اپنے خاص الخاص بندوں میں سے بنایا۔

### ایچ جی ویلز کی مبالغہ آرائی کی بصیرت افروز تصریح

حضرت ابوبکرؓ کے بارہ میں غیر مسلم مصنّفین کے تذکرۂ خراج عقیدت کے تناظر میں ایک انگریز مصنّف ایچ جی ویلز کی مبالغہ آرائی: یہ کہا جاتا ہے کہ اسلامی سلطنت کی اصل بنیاد رکھنے والے محمدؐ سے زیادہ ابوبکر تھے جو آپؐ کے دوست اور مددگار تھے۔ اگر محمدؐ اپنے متزلزل کردار کے باوجود ابتدائی اسلام کا دماغ اور تصور تھے (نعوذ باللہ) تو ابوبکرؓ اِس کا شعور اور عظم تھے، جب کبھی محمدؐ متزلزل ہوتے تو ابوبکرؓ اُن کی ڈھارس بندھاتے تھے، حضور انور ایدہ اللہ نے اِسے فضول گوئی اور لغو باتیں قرار دیتے ہوئے اِس بصیرت افروز پیرائے میں تصریح فرمائی۔ چونکہ یہ لوگ آنحضرتؐ کے اِس اعلیٰ و ارفع مقام نبوت کی حقیقت کا ادراک اور شعور نہیں رکھتے تھے اِس لئے یہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ وغیرہ کی تعریف میں اِس حد تک مبالغہ آمیزی سے کام لے جاتے ہیں کہ جو کسی بھی طور پر درست نہیں ہوسکتا۔ حالانکہ حضرت عمرؓ ہوں یا حضرت ابوبکرؓ، یہ سب اپنے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہؐ کے وفادار اور کامل متبع اور عاشق تھے، یہ لوگ حضرت محمدؐ کے شعور نہ تھے بلکہ خادمانہ رنگ میں حضرت محمدؐ کے لئے ہاتھ اور پاؤں تھے۔ ایسا ہی دینِ اسلام آنحضرتؐ کے دماغ کا نام یا کام نہ تھا (یہ جس طرح اِس نے لکھا ہے) بلکہ سراسر خدائی رہنمائی اور وحی الٰہی کے نتیجہ میں ایک کامل اور مکمل شریعت اور دین کا نام اسلام ہے اور نہ ہی کسی بھی گھبراہٹ یا تزلزل کے موقع پر حضرت ابوبکرؓ آنحضرتؐ کے لئے ڈھارس بنے بلکہ اوّل تو اِس اشجع النّاس، جرّی اور بہادر نبیؐ کی ساری زندگی میں ہم کبھی کسی گھبراہٹ یا تزلزل کو دیکھ نہیں سکتے اور اگر کوئی پریشانی کا موقع آیا بھی ہو تو خدائے قادر و توانا اُن کے لئے ڈھارس بنتا رہا۔ پس مصنّف نے تو لکھا ہے کہ ابوبکرؓ آپؐ کی ڈھارس بندھاتے تھے جبکہ اِس کے بالکل اُلٹ ہم نے دیکھا ہے کہ اگر حضرت ابوبکرؓ کی زندگی میں کسی پریشانی یا گھبراہٹ کا وقت آیا بھی تو آنحضرتؐ اُن کے لئے ڈھارس بنا کرتے تھے جیسا کہ ہجرت کے موقع پر جب حضرت ابوبکرؓ سخت پریشان ہوئے اور گھبرائے (بے شک یہ گھبراہٹ آنحضرتؐ کی محبّت میں آپؐ کے لئے ہی تھی) لیکن آپؓ کی اِس گھبراہٹ کے موقع پر آنحضرتؐ اُن کی ڈھارس بنے جب آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ سے یہ کہا! لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا کہ اے ابوبکر تم گھبراؤ نہیں، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔۔۔ پس یہ ایک واقعہ ہی آپؐ کے عظم، توکّل اور اللہ تعالیٰ کے خاص نبی ہونے کی واضح دلیل ہے۔ لیکن بہرحال یہ عقل کے اندھے اگر ایک بات میں مجبور ہوتے ہیں سچ کہنے میں تو کچھ نہ کچھ بیچ میں گند ملانے کی ضرور کوشش کرتے ہیں

### آج ساری دنیا اُن کا ادب اور احترام کے ساتھ نام لیتی ہے

حضرت المصلح الموعودؓ بیان فرماتے ہیں: حضرت ابوبکرؓ کو دیکھو، آپؓ مکہ کے ایک معمولی تاجر تھے، اگر محمد رسول اللہؐ مبعوث نہ ہوتے اور مکہ کی تاریخ لکھی جاتی تو مؤرّخ صرف اتنا ذکر کرتا کہ ابوبکرؓ عرب کا ایک شریف اور دیانتدار تاجر تھا مگر محمد رسول اللہؐ کی اتباع سے ابوبکرؓ کو وہ مقام ملا تو آج ساری دنیا اُن کا ادب اور احترام کے ساتھ نام لیتی ہے۔

### جو محمدؐ کے دَر کا غلام ہوگیا تو اُس کی ہر چیز ہمیں پیاری لگنے لگ گئی

حضرت المصلح الموعودؓ بیان فرماتے ہیں: اسلام کی خدمت اور دین کے لئے قربانیاں کرنے کی وجہ سے آج حضرت ابوبکرؓ کو جو عظمت حاصل ہے وہ کیا دنیا کے بڑے سے بڑے بادشاہوں کو بھی حاصل ہے؟ آج دنیا کے بادشاہوں میں سے کوئی ایک بھی نہیں جسے اتنی عظمت حاصل ہو جتنی آپؓ کو حاصل ہے بلکہ آپؓ تو الگ رہے کسی بڑے سے بڑے بادشاہ کو بھی اتنی عظمت حاصل نہیں جتنی مسلمانوں کے نزدیک آپؓ کے نوکروں کو حاصل ہے بلکہ حق یہ ہے کہ ہمیں آپؓ کا کتّا بھی بڑی عزتوں والوں سے اچھا لگتا ہے، اِس لئے کہ وہ محمدؐ کے دَر کا خادم ہوگیا۔ جو محمدؐ کے دَر کا غلام ہوگیا تو اُس کی ہر چیز ہمیں پیاری لگنے لگ گئی اور اب یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی شخص اب اِس عظمت کو ہمارے دلوں سے محو کر سکے۔

### سعید ہدایت پا کر کامل ہو گئے

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: مکہ کی مٹی ایک ہی تھی جس سے ابوبکرؓ اور ابوجہل پیدا ہوئے۔۔۔ اوّل الذکر اپنی سعادت اور رُشد کی وجہ سے ہدایت پا کر صدیقوں کا کمال پا گیا اور دوسرا شرارت، جہالت بے جاء، عداوت اور حق کی مخالفت میں شہرت یافتہ ہے۔ یاد رکھو! کمال دو ہی قسم کے ہوتے ہیں، ایک رحمانی، دوسرا شیطانی۔ رحمانی کمال کے آدمی آسمان پر ایک شہرت اور عزت پاتے ہیں، اِسی طرح شیطانی کمال کے آدمی شیاطین کی ذریّت میں شہرت رکھتے ہیں۔ غرض ایک ہی جگہ دونوں تھے، پیغمبر خداؐ نے کسی سے کچھ فرق نہیں کیا، جو کچھ حکم اللہ تعالیٰ نے دیا، وہ سب کا سب یکساں طور پر سب کو پہنچا دیا مگر بدنصیب، بدقسمت محروم رہ گئے اور سعید ہدایت پا کر کامل ہو گئے۔

(قمر احمد ظفر۔ نمائندہ الفضل آن لائن جرمنی)

# خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 11/ نومبر 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

حضرت ابو بکر صدیقؓ لوگوں میں سب سے زیادہ اہلِ عرب کے حسب و نسب کو جاننے والے تھے

اہلِ مکہ کے نزدیک حضرت ابو بکرؓ ان کے بہترین لوگوں میں سے تھے

حضرت ابو بکر علم الانساب کی طرح ایامِ عرب یعنی عربوں کی باہم جنگوں کی تاریخ کے بھی بہت بڑے عالم تھے

’’ابو بکرؓ کی فضیلت وہ ذاتی فراست تھی جس نے ابتدا میں بھی اپنا نمونہ دکھایا اور انتہا میں بھی۔ گویا ابو بکرؓ کا وجود مَجْمُوْعَۃُ الْفِرَاسَتَیْن تھا۔‘‘ (حضرت مسیح موعودؑ)

اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو اپنی آیات کے مورد صلّی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کے لئے چنا اور آپؓ کے صدق و ثبات کے باعث آپؓ کی تعریف کی

یقیناً تمام لوگوں میں سب سے بڑھ کر مجھ سے اپنی رفاقت اور اپنے مال کے ذریعہ نیکی کرنے والا ابو بکر ہی ہے۔ اگر مَیں اپنی امّت میں سے کسی کو خلیل بنانے والا ہوتا تو میں ابو بکر کو بناتا لیکن اسلام کی برادری اور محبت ہی ہے۔ مسجد میں کوئی دروازہ نہ رہے مگر بند کر دیا جائے سوائے ابو بکر کے دروازے کے (الحدیث)

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے عظیم المرتبت خلیفہ ٔ راشد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقبِ عالیہ کا ایمان افروز بیان

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۱

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۲ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۳ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝۴ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝۵

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝۶ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝۷

## حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر

ہو رہا تھا۔ آپؓ کی سیرت پر کچھ بیان ہوا تھا۔ اس بارے میں جو روایات ہیں اس میں یہ بھی ہے کہ آپ حسب و نسب کے ماہر تھے اور شعری ذوق بھی رکھنے والے تھے۔ لکھا ہے کہ

## حضرت ابو بکر صدیقؓ لوگوں میں سب سے زیادہ اہلِ عرب کے حسب و نسب کو جاننے والے تھے۔

جبیر بن مطعم جو کہ اس فن یعنی علم الانساب میں کمال تک پہنچے ہوئے تھے انہوں نے کہا مَیں نے نسب کا علم حضرت ابو بکرؓ سے سیکھا ہے۔ خاص طور پر قریش کا حسب و نسب کیونکہ حضرت ابو بکرؓ قریش میں سے قریش کے حسب و نسب اور جو اچھائیاں اور برائیاں اُن کے نسب میں تھیں ان کا آپ سب سے زیادہ علم رکھنے والے تھے اور آپ اُن کی برائیوں کا تذکرہ نہیں کرتے تھے۔ اسی وجہ سے آپ حضرت عقیل بن ابو طالبؓ کی نسبت ان میں زیادہ مقبول تھے یعنی قریش میں زیادہ مقبول تھے۔ حضرت عقیلؓ حضرت ابو بکرؓ کے بعد قریش کے حسب و نسب اور ان کے آباؤ اجداد اور ان کی اچھائیوں اور برائیوں کے بارے میں سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ مگر حضرت عقیلؓ قریش کو ناپسندیدہ تھے کیونکہ وہ قریش کی برائیاں بھی گنوا دیتے تھے۔ حضرت عقیلؓ مسجد نبویؐ میں نسب ناموں، عرب کے حالات و واقعات کا علم حاصل کرنے کے لیے حضرت ابو بکرؓ کے پاس بیٹھا کرتے تھے۔

## اہلِ مکہ کے نزدیک حضرت ابو بکرؓ ان کے بہترین لوگوں میں سے تھے

چنانچہ جب بھی انہیں کوئی مشکل پیش آتی تو آپؓ سے مدد طلب کرتے تھے۔

(السیرۃ الحلبیہ جلد ۱ صفحہ ۳۹۰ باب اول الناس ایماناً بہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۲ء)

بیان ہوا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کو انسابِ عرب بالخصوص قریش کے نسب کا علم سب سے زیادہ ہے۔ چنانچہ جب قریش کے شعراء نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں اشعار کہے تو حضرت حسان بن ثابتؓ کے سپرد یہ خدمت ہوئی کہ وہ اشعار میں ہی ان کے ہجو کا جواب دیں۔ حضرت حسانؓ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ تم قریش کی ہجو کیسے کہو گے جبکہ مَیں خود بھی قریش میں سے ہوں۔ اس پر حضرت حسانؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپؐ کو ان سے ایسے نکال لوں گا جیسے آٹے سے بال یا مکھن سے بال نکال لیا جاتا ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ تم حضرت ابو بکرؓ کے پاس جاؤ اور ان سے قریش کے نسب کے بارے میں پوچھ لیا کرو۔ حضرت حسانؓ کہتے تھے کہ پھر میں اشعار لکھنے سے پہلے حضرت ابو بکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور وہ میری قریش کے مَردوں اور عورتوں کے بارے میں راہنمائی فرماتے۔ چنانچہ جب حضرت حسانؓ کے اشعار مکہ جاتے تو مکہ والے کہتے کہ ان اشعار کے پیچھے ابو بکر کی راہنمائی اور مشورہ شامل ہے۔

(ماخوذ از سیرت سیدنا صدیق اکبر، از استاذ عمر ابو النصر، مترجم اردو صفحہ 817-818)

## حضرت ابو بکر علم الانساب کی طرح ایامِ عرب یعنی عربوں کی باہم جنگوں کی تاریخ کے بھی بہت بڑے عالم تھے۔

اسی طرح حضرت ابو بکرؓ گو کہ باقاعدہ شاعر تو نہ تھے لیکن شعری ذوق خوب تھا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے سیرت نگاروں نے یہ بحث اٹھائی ہے کہ آپؓ نے باقاعدہ طور پر شعر کہے تھے یا نہیں اور کچھ سیرت نگاروں نے نفی کی ہے کہ آپؓ نے اشعار کہے ہوں گے البتہ بعض سیرت نگاروں نے حضرت ابو بکرؓ کے کچھ اشعار کا بھی ذکر کیا ہے۔ اسی طرح حضرت ابو بکرؓ کے اشعار پر مشتمل، پچیس قصائد پر مشتمل ایک مخطوطہ جو کہ ترکی کے کتب خانے سے دستیاب ہوا ہے وہاں پڑا ہوا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ حضرت ابو بکرؓ کے اشعار ہیں۔ اس میں کسی لکھنے والے نے یہاں تک لکھا ہے کہ مجھے ان اشعار کی حضرت ابو بکرؓ کی طرف نسب کی تصدیق الہامی طور پر ہوئی ہے۔ طبقاتِ ابنِ سعد اور سیرت ابنِ ہشام نے یہی لکھا ہے کہ

## حضرت ابو بکرؓ نے کچھ اشعار کہے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر آپؐ کی تدفین کے بعد حضرت ابو بکرؓ کے اشعار یہ بیان کیے جاتے ہیں یعنی ترجمہ یہ ہے کہ اے آنکھ! تجھے سید دو عالَم صلی اللہ علیہ وسلم پر رونے کے حق کی قسم! تُو روتی رہ

اور اب تیرے آنسو کبھی نہ تھمیں۔ اے آنکھ! خِنۡدِف یعنی قبیلہ قریش کے بہترین فرزند پر آنسو بہا جو کہ شام کے وقت لحد میں چھپا دیے گئے ہیں۔ پس بادشاہوں کے بادشاہ، بندوں کے والی اور عبادت کرنے والوں کے رب کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ہو۔ پس حبیب کے بچھڑ جانے کے بعد اب کیسی زندگی۔ دس جہانوں کو زینت بخشنے والی ہستی کی جدائی کے بعد کیسی آرائش گی۔ پس جس طرح ہم سب زندگی میں بھی ساتھ ہی تھے، کاش موت بھی ہم سب کو ایک ساتھ گھیرے میں لے لیتی۔ (سیرت سید ناصدیق اکبر، از استاذ عمر ابوالنصر، مترجم اردو صفحہ 818-822) یہ اشعار کا ترجمہ ہے۔

## آپؓ کی فراست کے بارے میں

آتا ہے کہ بہت صاحبِ فراست تھے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو اختیار دیا ہے دنیا کا یا اس کا جو اللہ کے پاس ہے۔ تو اس نے جو اللہ کے پاس ہے اسے پسند کیا ہے۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے تو مَیں نے اپنے دل میں کہا اس بزرگ کو کیا بات رُلا رہی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے بندے کو دنیا یا جو اس کے پاس ہے پسند کرنے کے متعلق اختیار دیا ہے تو پھر اس نے جو اللہ عزّ وجل کے پاس ہے اسے چن لیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ بندے تھے اور حضرت ابوبکرؓ ہم سب سے زیادہ علم رکھتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر! مت رو۔ آگے ان کی روایت میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر! مت رو۔

**یقیناً تمام لوگوں میں سب سے بڑھ کر مجھ سے اپنی رفاقت اور اپنے مال کے ذریعہ نیکی کرنے والا ابوبکر ہی ہے۔ اگر میں اپنی امّت میں سے کسی کو خلیل بنانے والا ہوتا تو میں ابوبکر کو بناتا لیکن اسلام کی برادری اور محبت ہی ہے۔ مسجد میں کوئی دروازہ نہ رہے مگر بند کر دیا جائے سوائے ابوبکر کے دروازے کے۔**

(صحیح البخاری کتاب الصلاۃ باب الخوخۃ والممر فی المسجد، روایت نمبر ۴۶۶)

فراست کے حوالے سے یہ حوالہ دوبارہ پیش کیا۔ یہ دروازوں کا جو حوالہ ہے پہلے بھی کہہ چکا ہوں۔ اس کی ایک تشریح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمائی ہے جو آگے بیان کروں گا۔ بہرحال حضرت مصلح موعودؓ اسی واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری ایام آئے تو ایک دن آپؐ تقریر کے لئے کھڑے ہوئے اور صحابہؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے لوگو! اللہ تعالیٰ کا ایک بندہ ہے اس کو اس کے خدا نے مخاطب کیا اور کہا اے میرے بندے! میں تجھے اختیار دیتا ہوں کہ چاہے تُو دنیا میں رہ اور چاہے تو میرے پاس آجا۔ اس پر اس بندے نے خدا کے قرب کو پسند کیا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تو حضرت ابوبکرؓ رو پڑے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں‘‘ یہاں حضرت عمرؓ کے حوالے سے بات ہو رہی ہے۔ ’’حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ مجھے ان کا رونا دیکھ کر سخت غصہ آیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو کسی بندے کا واقعہ بیان فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اختیار دیا کہ وہ چاہے تو دنیا میں رہے اور چاہے تو خدا تعالیٰ کے پاس چلا جائے۔ اور اس نے خدا تعالیٰ کے قرب کو پسند کیا، یہ بڈھا کیوں رو رہا ہے؟ مگر حضرت ابوبکرؓ کی اتنی ہچکی بندھی، اتنی ہچکی بندھی کہ وہ کسی طرح رکنے میں ہی نہیں آتی تھی۔‘‘ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ’’ابوبکر سے مجھے اتنی محبت ہے کہ اگر خدا کے سوا کسی کو خلیل بنانا جائز ہوتا تو میں ابوبکرؓ کو بناتا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دنوں کے بعد وفات پا گئے تو اس وقت ہم نے سمجھا کہ ابوبکرؓ کا رونا سچا تھا اور ہمارا غصہ بیوقوفی کی علامت تھا۔‘‘

(اسوۂ حسنہ، انوار العلوم جلد 17 صفحہ 102)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ جن کو قرآن مجید کا یہ فہم ملا تھا کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ (المائدہ:4) پڑھی تو حضرت ابوبکرؓ رو پڑے۔ کسی نے پوچھا کہ یہ بڈھا کیوں روتا ہے؟ تو آپؓ نے یعنی حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ مجھے اس آیت سے پیغمبر خدا، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی بو آتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہ السلام بطور حکام کے ہوتے ہیں جیسے بندوبست کا ملازم جب اپنا کام کر چکتا ہے تو وہاں سے چل دیتا ہے۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام جس کام کے واسطے دنیا میں آتے ہیں جب اس کو کر لیتے ہیں تو پھر وہ اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ پس جب اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ کی صدا پہنچی تو حضرت ابوبکرؓ نے سمجھ لیا کہ یہ آخری صدا ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کا فہم بہت بڑھا ہوا تھا اور یہ جو احادیث میں آیا ہے کہ مسجد کی طرف سب کھڑکیاں بند کی جاویں۔ یہ کھڑکی کی وضاحت بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرما دی کہ کھڑکیاں بند کرنے سے کیا مراد ہے۔ فرمایا کہ یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ مسجد کی طرف سب کھڑکیاں بند کر دی جاویں مگر ابوبکر کی کھڑکی مسجد کی طرف کھلی رہے گی اس میں یہی سرّ ہے کہ

**مسجد چونکہ مظہر اسرارِ الٰہی ہوتی ہے**

**اس لیے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرف یہ دروازہ بند نہیں ہو گا۔**

اللہ تعالیٰ کے اسرار، راز، باتوں میں گہرائی، اللہ تعالیٰ کی باتوں میں جو حکمت ہے وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہمیشہ کھلی رہے گی۔ بعد میں بھی کھلتی چلی جائے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام استعارات اور مجاز سے کام لیتے ہیں۔ جو شخص خشک ملاؤں کی طرح یہ کہتا ہے کہ نہیں ظاہر ہی ظاہر ہوتا ہے وہ سخت غلطی کرتا ہے۔ مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے بیٹے سے یہ کہنا کہ یہ دہلیز بدل دے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سونے کے کڑے دیکھنا وغیرہ امور اپنے ظاہری معنوں پر نہیں تھے بلکہ استعارہ اور مجاز کے طور پر تھے۔ ان کے اندر ایک اَور حقیقت تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ غرض مدعا یہی تھی کہ حضرت ابوبکرؓ کو فہمِ قرآن سب سے زیادہ دیا گیا تھا اس لیے حضرت ابوبکرؓ نے یہ استدلال کیا۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ میرا تو یہ مذہب ہے کہ اگر یہ معانی بظاہر معارض بھی ہوتے تب بھی تقویٰ اور دیانتداری کا تقاضا تو یہ تھا کہ ابوبکر ہی کی مانتے یعنی لوگ انہی کی بات مانتے مگر یہاں تو ایک لفظ بھی قرآن مجید میں ایسا نہیں ہے جو حضرت ابوبکرؓ کے معنوں کا معارض ہو۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ مولویوں سے پوچھو کہ ابوبکر دانشمند تھے کہ نہیں۔ کیا وہ ابوبکر نہ تھے جو صدیق کہلایا۔ کیا یہی وہ شخص نہیں جو سب سے پہلے خلیفہ رسول اللہ کا بنا۔ جس نے اسلام کی بہت بڑی خدمت کی کہ خطرناک ارتداد کی وبا کو روک دیا۔ فرماتے ہیں: اچھا اَور باتیں جانے دو۔ یہی بتاؤ کہ حضرت ابوبکرؓ کو منبر پر چڑھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی تھی۔ پھر تقویٰ سے یہ بتاؤ کہ انہوں نے جو مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوۡلٌ ۚ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِہِ الرُّسُلُ (آل عمران:145) پڑھا تو اس سے استدلال تام کرنا تھا یا ایسا ناقص کہ ایک بچہ بھی کہہ سکتا کہ عیسیٰ کو موتی سمجھنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 441-442 ایڈیشن 1984ء) یعنی مکمل یہ آیت پڑھنے کا مطلب ہی یہ تھا کہ ایک بڑا واضح اور ٹھوس دلیل دی جائے نہ کہ ناقص دلیل۔

پھر ایک اَور موقع پر اسی بات کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ کی آیت دو پہلو رکھتی ہے۔ ایک یہ کہ تمہاری تطہیر کر چکا۔ دوم کتاب مکمل کر چکا ... کہتے ہیں جب یہ آیت اتری تو ابوبکر رو پڑے۔ کسی نے کہا اے بڈھے! کیوں روتا ہے؟ آپؓ نے جواب دیا کہ اس آیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی بو آتی ہے۔ کیونکہ یہ مقرر شدہ بات ہے کہ جب کام ہو چکتا ہے تو اس کا پورا ہونا ہی وفات پر دلالت کرتا ہے۔ جیسا دنیا میں بندوبست ہوتے ہیں اور جب وہ ختم ہو جاتا ہے تو عملہ وہاں سے رخصت ہوتا ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ والا قصہ سنا تو فرمایا سب سے سمجھدار ابوبکرؓ ہے اور یہ فرمایا کہ اگر دنیا میں کسی کو دوست رکھتا تو ابوبکر کو رکھتا اور فرمایا۔ ابوبکر کی کھڑکی مسجد میں کھلی رہے باقی سب بند کر دو۔ کوئی پوچھے کہ اس میں مناسبت کیا ہوئی‘‘ اس سے کیا مراد ہے کہ دوست رکھتا، پھر کھڑکی کھلی رہے گی۔ آپ مناسبت بیان فرما رہے ہیں کہ ’’تو یاد رکھو کہ مسجد خانۂ خدا ہے جو سرچشمہ ہے تمام حقائق و معارف کا۔ اس لئے فرمایا کہ ابوبکرؓ کی اندرونی کھڑکی اس طرف ہے تو اس کے لئے یہ بھی کھڑکی رکھی جاوے۔ یہ بات نہیں کہ اَور صحابہؓ محروم تھے۔‘‘ ان میں بھی بڑے بڑے فِراست والے تھے لیکن سب سے زیادہ حضرت ابوبکرؓ میں تھی ’’بلکہ

**ابوبکرؓ کی فضیلت وہ ذاتی فراست تھی جس نے ابتداء میں بھی اپنا نمونہ دکھایا**

### اور انتہاء میں بھی۔ گویا ابوبکرؓ کا وجود مَجْمُوْعَةُ الْفِرَاسَتَیْن تھا۔‘‘

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 399-400 ایڈیشن 1984ء)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’(حضرت ابوبکر) صدیقؓ صاحبِ تجربہ اور صاحبِ فراست لوگوں میں سے تھے۔ آپؓ نے بہت سے پیچیدہ امور اور ان کی سختیوں کو دیکھا اور کئی معرکوں میں شامل ہوئے اور ان کی جنگی چالوں کا مشاہدہ کیا۔ اور آپؓ نے کئی صحراو کوہسار روندے اور کتنے ہی ہلاکت کے مقامات تھے جن میں آپ بے دریغ گھس گئے۔ اور کتنی کج راہیں تھیں جن کو آپؓ نے سیدھا کیا۔ اور کئی جنگوں میں آپؓ نے پیش قدمی کی اور کتنے ہی فتنے تھے جن کو آپ نے نیست و نابود کیا اور کتنی ہی سواریاں تھیں جن کو آپ نے سفروں میں دبلا کیا‘‘ یعنی بے شمار سفر کیے کہ سواریاں تھک جاتی تھیں ’’اور بہت سے مراحل طے کئے یہاں تک کہ آپ صاحب تجربہ و فراست بن گئے۔ آپؓ مصائب پر صبر کرنے والے اور صاحبِ ریاضت تھے۔ پس

### اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو اپنی آیات کے مورد صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کے لئے چنا اور آپؓ کے صدق و ثبات کے باعث آپؓ کی تعریف کی۔

یہ اشارہ تھا اس بات کا کہ آپؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیاروں میں سے سب سے بڑھ کر ہیں۔ آپؓ حریت کے خمیر سے پیدا کئے گئے اور وفا آپؓ کی گھٹی میں تھی۔ اس وجہ سے آپؓ کو خوفناک اہم امر اور ہوش رُبا خوف کے وقت منتخب کیا گیا اور اللہ علیم و حکیم ہے۔ وہ تمام امور کو ان کے موقع و محل پر رکھتا اور پانیوں کو ان کے (مناسبِ حال) سرچشموں سے جاری کرتا ہے۔ سو اس نے ابن ابی قحافہ پر نگاہِ التفات ڈالی اور اس پر خاص احسان فرمایا۔ اور اسے ایک یگانۂ روزگار شخصیت بنا دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور وہ بات کرنے والوں میں سب سے سچا ہے۔‘‘ یعنی اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا، اللہ تعالیٰ بات کرنے والوں میں سے سب سے سچا ہے۔ کیا فرمایا۔ ’’اِلَّا تَنۡصُرُوۡهُ فَقَدۡ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذۡ اَخۡرَجَهُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ثَانِىَ اثۡنَيۡنِ اِذۡ هُمَا فِى الۡغَارِ اِذۡ يَقُوۡلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنۡزَلَ اللّٰهُ سَكِيۡنَتَهٗ عَلَيۡهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوۡدٍ لَّمۡ تَرَوۡهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوا السُّفۡلٰى ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِىَ الۡعُلۡيَا ؕ وَاللّٰهُ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ (سورۃ التوبۃ آیت 40) اگر تم اس (رسول) کی مدد نہ بھی کرو تو اللہ (پہلے بھی) اس کی مدد کر چکا ہے جب اسے ان لوگوں نے جنہوں نے کفر کیا (وطن سے) نکال دیا تھا اس حال میں کہ وہ دو میں سے ایک تھا۔ جب وہ دونوں غار میں تھے اور وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ غم نہ کر یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پس اللہ نے اس پر اپنی سکینت نازل کی اور اس کی ایسے لشکروں سے مدد کی جن کو تم نے کبھی نہیں دیکھا اور اس نے ان لوگوں کی بات نیچی کر دکھائی جنہوں نے کفر کیا تھا اور بات اللہ ہی کی غالب ہوتی ہے اور اللہ کامل غلبہ والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔‘‘

(سر الخلافہ مترجم صفحہ 60-62، روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 339)

### حضرت ابوبکرؓ کو تعبیر الرؤیا کا فن بھی بہت آتا تھا۔

لکھا ہے کہ علم تعبیر میں حضرت ابوبکر صدیقؓ بڑا ملکہ رکھتے تھے۔ علم تعبیر میں آپؓ کو سب سے زیادہ فوقیت حاصل تھی۔ یہاں تک کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں آپؓ خوابوں کی تعبیر بتایا کرتے تھے۔ امام محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ سب سے بڑے معبّر تھے۔

(حضرت ابوبکر صدیقؓ از محمد الیاس عادل صفحہ 174)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیان کردہ چند خوابوں کی تعبیریں بیان کی جاتی ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ احد سے واپسی کے موقع پر ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہؐ! میں نے خواب میں ایک بادل دیکھا ہے جس سے گھی اور شہد ٹپک رہا تھا اور میں نے دیکھا کہ لوگ اپنے ہاتھوں میں اس سے لے رہے تھے۔ کوئی زیادہ لینے والا کوئی تھوڑا لینے والا اور میں نے ایک رسی دیکھی جو آسمان تک پہنچی ہوئی تھی اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ نے اسے پکڑا اور اس کے ذریعہ اوپر چلے گئے۔ اس کے بعد ایک اَور شخص نے اسے پکڑا اور وہ بھی اس کے ذریعہ اوپر چلا گیا۔ اس کے بعد ایک اَور شخص نے اسے پکڑا اور وہ بھی اوپر چلا گیا۔ پھر اس کے بعد ایک اَور شخص نے اس رسی کو پکڑا اور وہ ٹوٹ گئی۔ پھر اس کے لیے جوڑ دی گئی اور وہ اس کے ذریعہ اوپر چڑھ گیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اس کی تعبیر کرنے دیجیے۔ اجازت ہو تو میں تعبیر کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی تعبیر کرو تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ سایہ کرنے والا بادل تو اسلام ہے اور جو شہد اور گھی اس میں سے ٹپک رہا تھا وہ قرآن ہے۔ اس کی شیرینی اور اس کی لطافت اور لوگ اس سے جو شہد اور گھی لے رہے ہیں اس سے مراد قرآن حاصل کرنے والا ہے۔ یعنی قرآن کریم کا علم حاصل کرنے والا زیادہ یا تھوڑا۔ اور وہ رسی جو آسمان تک پہنچی ہوئی ہے تو وہ حق ہے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو لیا اور اس کے ذریعہ آپؐ بلند ہو گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس کو ایک اَور آدمی لے گا اور اس کے ذریعہ بلند ہو گا۔ پھر ایک اَور، وہ بھی اس کے ذریعہ بلند ہو گا۔ پھر ایک اَور، اور وہ منقطع ہو جائے گی۔ پھر اس کے لیے جوڑی جائے گی اور وہ اس کے ذریعہ بلند ہو گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے کچھ صحیح کہا اور کچھ غلطی کی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قسم دیتا ہوں آپؐ مجھے ضرور بتائیے جو میں نے ٹھیک کہا اور جو میں نے غلطی کی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر قسم نہ دو۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب تعبیر الرؤیا باب تعبیر الرؤیا، حدیث نمبر ۳۹۱۸)

یعنی آپ نہیں چاہتے تھے کہ جو صحیح تعبیر ہے وہ اس وقت واضح طور پر بتائی جائے۔ اس لیے آپؐ نے فرمایا کہ قسم نہ دو۔ بس ٹھیک ہے جتنی تم نے کر دی ہے وہی کافی ہے۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب دیکھا۔ اس خواب کو حضرت ابوبکرؓ کے سامنے بیان کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ جیسے میں اور تم ایک زینے پر چڑھے ہوں اور میں تم سے اڑھائی زینے آگے بڑھ گیا ہوں۔ انہوں نے کہا خیر ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ آپؐ کو اس وقت تک باقی رکھے گا کہ آپؐ اپنی آنکھوں سے وہ چیز دیکھ لیں جو آپؐ کو مسرور کرے اور خوش کرے اور آپؐ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرے۔ آپ نے ان کے سامنے اسی طرح تین مرتبہ دہرایا۔ تیسری مرتبہ فرمایا کہ اے ابوبکر! میں نے خواب دیکھا کہ جیسے میں اور تم ایک زینے پر چڑھے۔ میں تم سے اڑھائی سیڑھی آگے بڑھ گیا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ آپؐ کو اپنی رحمت اور مغفرت کی طرف اٹھا لے گا اور میں آپؐ کے بعد اڑھائی سال تک زندہ رہوں گا۔

(الطبقات الکبریٰ جلد ۳ صفحہ ۱۳۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۱۲ء)

حضرت ابوبکرؓ نے اس کی یہ تشریح کی اور اسی طرح ہوا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے خواب میں اپنے حجرے میں تین چاند گرتے ہوئے دیکھے تو میں نے اپنی خواب اپنے والد حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سامنے بیان کی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین حضرت عائشہؓ کے حجرے میں عمل میں آئی تو حضرت ابوبکرؓ نے آپؓ سے کہا یہ تمہارے چاندوں میں سے ایک ہے اور یہ ان میں سے بہترین ہے۔

(مؤطا کتاب الجنائز باب ما جاء فی دفن المیت حدیث نمبر ۵۴۶ دار الفکر بیروت ۲۰۰۲ء)

حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ کالی بکریوں کا ریوڑ میری پیروی کر رہا ہے اور ان کے پیچھے خاکستری رنگ کی بکریوں کا ریوڑ ہے۔ اس پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ عرب آپ کی پیروی کریں گے اور پھر عجم ان کی پیروی کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے نے بھی یہی تعبیر کی ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۵ کتاب الایمان والرؤیا حدیث ۳۱۱۰۱، الفاروق للحدیثہ ۲۰۰۸ء)

یہ تو خوابوں کا ذکر تھا۔

اب یہ ذکر ہے کہ

### مَردوں میں سب سے پہلے مسلمان کون تھا؟

تو اس بارے میں یہی ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کا ہی کہا جاتا ہے۔ حضرت عمار بن یاسرؓ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ابتدائی زمانے میں دیکھا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف پانچ غلام

اور دو عورتیں اور حضرت ابوبکرؓ تھے۔

(صحیح بخاری کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ باب قول النبی ﷺ لوکنت متخذا خلیلا: حدیث نمبر ۳۶۶۰)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اپنی تصنیف سیرت خاتم النبیین میں تفصیلی نوٹ لکھا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں اور انہوں نے یہ بحث کی ہے کہ سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کون ایمان لایا تھا؟ چنانچہ آپؓ لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے مشن کی تبلیغ شروع کی تو سب سے پہلے ایمان لانے والی حضرت خدیجہؓ تھیں جنہوں نے ایک لحہ کے لیے بھی تردّد نہیں کیا۔حضرت خدیجہؓ کے بعد مردوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے کے متعلق مؤرخین میں اختلاف ہے۔بعض حضرت ابوبکر عبداللہ بن ابی قحافہ کا نام لیتے ہیں۔بعض حضرت علیؓ کا جن کی عمر اس وقت صرف دس سال کی تھی اور بعض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہؓ کا۔مگر ہمارے نزدیک یہ جھگڑا فضول ہے۔حضرت علیؓ اور زید بن حارثہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے آدمی تھے اور آپؐ کے بچوں کی طرح آپؐ کے ساتھ رہتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا تھا اور ان کا ایمان لانا۔(یعنی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا اس پر ان کو یقین تھا اور ایمان تھا اس لیے یہ کہنا کہ آپ ایمان لائے تو یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کیونکہ ان کی عمر چھوٹی تھی اور گھر کے فرد تھے) بلکہ ان کی طرف سے تو شاید کسی قولی اقرار کی بھی ضرورت نہ تھی۔پس ان کا نام بیچ میں لانے کی ضرورت نہیں اور جو باقی رہے ان سب میں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمہ طور پر مقدم اور سابق بالایمان تھے۔

حضرت ابوبکرؓ اپنی شرافت اور قابلیت کی وجہ سے قریش میں بہت مکرم ومعزز تھے اور اسلام میں تو ان کو وہ رتبہ حاصل ہوا جو کسی اَور صحابی کو حاصل نہیں تھا۔حضرت ابوبکرؓ نے ایک لحہ کے لیے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ میں شک نہیں کیا بلکہ سنتے ہی قبول کیا اور پھر انہوں نے اپنی ساری توجہ اور اپنی جان اور مال کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی خدمت میں وقف کر دیا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہؓ میں ابوبکر کو زیادہ عزیز رکھتے تھے اور آپؐ کی وفات کے بعد وہ آپؐ کے پہلے خلیفہ ہوئے۔ اپنی خلافت کے زمانہ میں بھی انہوں نے بے نظیر قابلیت کا ثبوت دیا۔حضرت ابوبکرؓ کے متعلق یورپ کا مشہور مستشرق سپرنگر لکھتا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آغازِ اسلام میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اس بات کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خواہ دھوکا کھانے والے ہوں مگر دھوکا دینے والے ہرگز نہیں تھے بلکہ صدقِ دل سے اپنے آپ کو خدا کا رسول یقین کرتے تھے۔اور سرولیم میور کو بھی سپرنگر کی اس رائے سے کلّی اتفاق ہے۔

حضرت خدیجہؓ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت علیؓ اور زید بن حارثہؓ کے بعد اسلام لانے والوں میں پانچ اشخاص تھے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تبلیغ سے ایمان لائے اور یہ سب کے سب اسلام میں ایسے جلیل القدر اور عالی مرتبہ اصحاب نکلے کہ چوٹی کے صحابہ میں شمار کیے جاتے تھے۔ان کے نام یہ ہیں۔اول حضرت عثمان بن عفانؓ، دوسرے عبدالرحمٰن بن عوف، تیسرے سعد بن ابی وقاص، چوتھے زبیر بن عوام، پانچویں طلحہ بن عبیداللہ۔یہ پانچوں اصحابِ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں یعنی ان دس اصحاب میں داخل ہیں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے خاص طور پر جنت کی بشارت دی تھی اور جو آپؐ کے نہایت مقرب صحابی اور مشیر شمار ہوتے تھے۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 121 تا 123)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک موقع پر جماعت کو مالی تحریک کر رہے تھے تو اس میں آپ نے اس کو اس واقعہ کے ساتھ بھی جوڑا۔آپؓ لکھتے ہیں کہ ’’مومن ایسی تحریکوں پر گھبراتا نہیں‘‘ یعنی مالی تحریکوں پر یا قربانی کی تحریکوں پر ’’بلکہ خوش ہوتا ہے اور اس کو فخر ہوتا ہے کہ تحریک سب سے پہلے مجھ تک پہنچی۔ وہ ڈرتا نہیں بلکہ اس پر اس کو ناز ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کا وہ شکریہ ادا کرتا ہے اور سب سے زیادہ اس کی راہ میں قربانی کرتا ہے اور درجہ بھی سب سے بڑھ کر پاتا ہے۔کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ جو قربانیاں حضرت ابوبکرؓ نے کیں یا جس جس خدمت کا ان کو موقع حاصل ہوا ہے وہ آرزو کرتے تھے کہ مجھے سب سے پہلے ان قربانیوں کا کیوں موقع ملا۔‘‘ کبھی سوچا ہوگا، خواہش کی ہوگی کہ کیوں مجھے موقع ملا۔’’انہوں نے بڑی خوشی کے ساتھ اپنے آپ کو خطرات میں ڈالا اور خدا کی راہ میں تکلیفیں اٹھائیں۔اس لئے انہوں نے وہ درجہ پایا جو حضرت عمرؓ بھی نہ پا سکے۔کیونکہ جو پہلے ایمان لاتا ہے اس کو سب سے پہلے قربانیوں کا موقع ملتا ہے حالانکہ خطرات حضرت عمرؓ کے ایمان لانے کے وقت بھی تھے۔تکلیفیں دی جاتی تھیں۔نمازیں نہیں پڑھنے دیتے تھے۔صحابہ وطنوں سے بے وطن ہو رہے تھے۔پہلی ہجرتِ حبشہ جاری تھی۔ترقیوں کا زمانہ ان کے ایمان لانے کے بہت بعد شروع ہوا مگر پھر بھی جو مرتبہ حضرت ابوبکرؓ کو ابتدا میں ایمان لانے اور ابتداء میں قربانیوں کا موقع میسر آنے کی وجہ سے حاصل ہوا، حضرت عمرؓ اس کی برابری نہ کر سکے۔یہی وجہ ہے ایک دفعہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا اختلاف ہو گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ تم لوگ جس وقت اسلام سے انکار کر رہے تھے اس وقت ابوبکر نے اسلام کو قبول کیا اور جس وقت تم اسلام کی مخالفت کر رہے تھے اس نے اسلام کی مدد کی اب تم اس کو کیوں دکھ دیتے ہو۔تو ان کے پہلے ایمان لانے اور قربانیوں کا اظہار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حالانکہ تکلیفیں حضرت عمرؓ نے بھی اٹھائیں اور قربانیاں انہوں نے بھی کی تھیں۔پس حضرت ابوبکرؓ کو اس سبقت پر فخر حاصل تھا۔کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ یہ چاہتے ہوں گے کہ کاش! فتح مکہ کے وقت ان کو ایمان لانے کا موقع ملتا بلکہ اگر دنیا کی بادشاہت کو بھی ان کے سامنے رکھ دیا جاتا تو حضرت ابوبکرؓ اس کو نہایت حقیر بدلہ قرار دیتے اور منظور نہ کرتے بلکہ وہ اس مرتبہ کے معاوضہ میں دنیا کی بادشاہت کو پاؤں سے ٹھوکر مارنے کی تکلیف بھی گوارا نہ کرتے۔‘‘

(من انصاری الی اللہ، انوار العلوم جلد 9 صفحہ 30-31)

پس یہ ان کی قربانیوں کا صلہ تھا اور اس طرح اللہ تعالیٰ درجہ بہ درجہ صلہ دیتا ہے۔

## غلاموں کے آزاد کروانے کے بارے میں

لکھا ہے۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے کہ اَبُوْبَكْرٍ سَيِّدُنَا وَأَعْتَقَ سَيِّدَنَا يَعْنِيْ بِلَالًا۔

(صحیح بخاری کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ بَابُ مَنَاقِبِ بِلَالِ بْنِ رَبَاحٍ، مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا حدیث نمبر ۳۷۵۴)

ابوبکر ہمارے سردار ہیں اور انہوں نے ہمارے سردار کو آزاد کیا۔ان کی مراد حضرت بلالؓ سے تھی۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آغاز اسلام میں اپنے مال سے سات غلاموں کو آزاد کروایا جنہیں اللہ کی وجہ سے تکلیف دی جاتی تھی۔ان غلاموں کے نام یہ ہیں۔حضرت بلال رضی اللہ عنہ۔عامر بن فُہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔زِنّیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔نَہدِیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کی بیٹی رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ان کی بیٹی بنی مُؤَمَّل کی ایک لونڈی اور اُمّ عُبَیس۔

(الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جلد ۳ صفحہ ۲۴۷ عبداللہ بن عثمان، دارالفکر بیروت ۲۰۰۱ء)

## مخالف بھی حضرت ابوبکرؓ کی نیکی اور اخلاق فاضلہ کے قائل تھے

چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ’’ابوبکرؓ جیسا انسان جس کا سارا مکہ ممنونِ احسان تھا۔وہ جو کچھ کماتے تھے غلاموں کو آزاد کرانے میں خرچ کر دیتے تھے۔آپؓ ایک دفعہ مکہ کو چھوڑ کر جا رہے تھے کہ ایک رئیس آپؓ سے راستہ میں ملا اور اس نے پوچھا ابوبکر تم کہاں جا رہے ہو؟ آپؓ نے فرمایا اس شہر میں اب میرے لئے امن نہیں ہے میں اب کہیں اَور جا رہا ہوں۔اس رئیس نے کہا تمہارے جیسا نیک آدمی اگر شہر سے نکل گیا تو شہر برباد ہو جائے گا۔میں تمہیں پناہ دیتا ہوں تم شہر چھوڑ کر نہ جاؤ۔آپؓ اُس رئیس کی پناہ میں واپس آ گئے۔آپؓ جب صبح کو اٹھتے اور قرآن پڑھتے تو عورتیں اور بچے دیوار کے ساتھ کان لگا لگا کر قرآن سنتے کیونکہ آپؓ کی آواز میں بڑی رقت، سوز اور درد تھا اور قرآن کریم چونکہ عربی میں تھا ہر عورت، مرد، بچہ اس کے معنی سمجھتا تھا اور سننے والے اس سے متاثر ہوتے تھے۔جب یہ بات پھیلی تو مکہ میں شور پڑ گیا کہ اس طرح تو سب لوگ بے دین ہو جائیں گے۔آخر لوگ اُس رئیس کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ تم نے اس کو پناہ میں کیوں لے رکھا ہے۔اس رئیس نے آ کر آپؓ سے کہا کہ آپ اس طرح قرآن نہ پڑھا کریں۔مکہ کے لوگ اس سے ناراض ہوتے ہیں۔حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا پھر اپنی پناہ تم واپس لے لو میں تو اس سے باز نہیں آ سکتا۔چنانچہ اس رئیس نے اپنی پناہ واپس لے لی۔یہ آپؓ کے تقویٰ اور طہارت کا کتنا زبردست ثبوت ہے۔محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ لوگ شدید دشمن تھے اور آپ کو گالیاں بھی دیا کرتے تھے لیکن ابوبکرؓ کی پاکیزگی کے وہ اتنے قائل تھے کہ اس رئیس نے کہا آپ کے نکل جانے سے شہر برباد ہو جائے گا۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 10 صفحہ 327)

## امامتِ نماز کے بارے میں

آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عدم موجودگی میں جن چند احباب کو مسجد نبوی میں نماز پڑھانے کی سعادت نصیب ہوئی ان میں حضرت ابوبکرؓ بھی ہیں اور حضرت ابوبکرؓ کی ایک خصوصی سعادت یہ بھی ہے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری ایام میں تو بالخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق نمازیں پڑھانے کی سعادت میسر آئی۔ اس بارے میں متفرق روایات ہیں۔حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ جن میں ابوبکر ہوں ان کے لیے مناسب نہیں کہ ان کے علاوہ کوئی اَور ان کی امامت کروائے۔

(سنن الترمذی کتاب المناقب باب مناقب ابی بکرؓ حدیث نمبر ۳۶۷۳)

اسود بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھے کہ اتنے میں ہم نے نماز پر باقاعدگی اور اس کی عظمت کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بیماری سے بیمار ہوئے جس میں آپؐ فوت ہو گئے تھے تو نماز کا وقت ہوا اور اذان دی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو آپؐ سے عرض کیا گیا کہ ابوبکر رقیق القلب ہیں۔ جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو وہ لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر وہی عرض کیا گیا کہ رقیق القلب ہیں تو آپؐ نے تیسری مرتبہ پھر فرمایا اور کہا

## تم یوسف والیاں ہوں۔یعنی اس طرح کی باتیں کر رہی ہو۔

## ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

تب حضرت ابوبکرؓ نماز پڑھانے کے لیے نکلے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طبیعت میں کچھ افاقہ محسوس کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور آپؐ کو دو آدمیوں کے درمیان سہارا دیا جا رہا تھا۔ وہ کہتی ہیں مجھے یہ ایسا ہی یاد ہے گویا کہ میں اب بھی دیکھ رہی ہوں کہ آپؐ کے پاؤں بیماری کی وجہ سے زمین پر لکیریں ڈال رہے تھے یعنی صحیح طرح چل نہیں سکتے تھے۔ پاؤں اٹھا نہیں سکتے تھے تو پاؤں زمین میں گھسٹ رہے تھے۔حضرت ابوبکرؓ نے جب آپ کو اس طرح آتے ہوئے دیکھا تو چاہا کہ پیچھے ہٹ جائیں مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارةً فرمایا کہ اپنی جگہ پر ہی رہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لایا گیا یہاں تک کہ آپؐ حضرت ابوبکرؓ کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ اعمش سے کہا گیا اور کیا نبیؐ نماز پڑھا رہے تھے اور حضرت ابوبکرؓ آپ کی نماز کی اقتدا میں پڑھتے تھے اور لوگ حضرت ابوبکرؓ کی نماز کی اقتدا میں پڑھتے تھے تو انہوں نے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کے بائیں طرف بیٹھے اور حضرت ابوبکرؓ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔

(صحیح بخاری کتاب الاذان باب حد المریض ان یشھد الجماعة حدیث نمبر ۶۶۴)

حضرت انس بن مالک انصاریؓ نے، یہ راوی کہتے ہیں کہ، مجھے بتایا۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی اور خدمت کی اور آپ کی صحبت میں رہے۔ پھر بتایا کہ ابوبکر اُن لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بیماری میں جس میں آپؐ کی وفات ہوگئی یہاں تک کہ جب پیر کا دن ہوا اور وہ نماز میں صفوں میں تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرے کا پردہ اٹھایا۔ آپؐ ہمیں دیکھ رہے تھے اور آپؐ کھڑے ہوئے تھے۔ گویا کہ آپؐ کا چہرۂ مبارک قرآنِ مجید کا ورق تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو کر تبسم فرمایا اور ہمیں خیال ہوا کہ ہم نبیؐ کو دیکھنے کی وجہ سے خوشی سے آزمائش میں پڑ گئے ہیں۔ اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی ایڑھیوں کے بل پیچھے ہٹے تا وہ صف میں مل جائیں اور وہ سمجھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے باہر تشریف لا رہے ہیں مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارةً فرمایا کہ اپنی نماز پوری کرو اور پردہ ڈال دیا اور آپؐ اسی دن فوت ہو گئے۔

(صحیح بخاری کتاب الاذان باب اهل العلم والفضل احق بالامامة حدیث نمبر ۶۸۰)

ایک روایت میں ہے کہ انہی دنوں میں ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے نماز پڑھائی تھی۔ اس کی تفصیل یوں ملتی ہے کہ حضرت عبداللہ بن زَمعہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری شدید ہوگئی اور مَیں مسلمانوں کی ایک جماعت میں آپؐ کی خدمت میں موجود تھا۔حضرت بلالؓ نے آپ کو نماز کے لیے بلایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔حضرت عبداللہ بن زمعہؓ باہر نکلے تو دیکھا حضرت عمرؓ لوگوں میں تھے اور حضرت ابوبکرؓ موجود نہ تھے۔ کہتے ہیں مَیں نے کہا کہ اے عمرؓ! کھڑے ہو جائیں اور لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ وہ آگے بڑھے اور اللہ اکبر کہا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آواز سنی، (حضرت عمرؓ کی آواز، بلند آواز ہوتی تھی) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر کہاں ہیں؟ اللہ اس کا انکار کرتا ہے اور مسلمان بھی۔ اللہ اس کا انکار کرتا ہے اور مسلمان بھی۔ آپ نے حضرت ابوبکرؓ کو بلا بھیجا۔ وہ آئے اور بعد اس کے کہ حضرت عمرؓ نماز پڑھا چکے تھے پھر انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ یہ بھی ایک روایت ہے۔ ایک اَور روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کی آواز سنی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے یہاں تک کہ آپؐ نے اپنا سر مبارک اپنے حجرہ سے بلند کر کے دیکھا۔ پھر فرمایا: نہیں۔نہیں۔نہیں۔

## چاہیے کہ ابن ابی قُحافہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

آپؐ نے یہ ناراضگی سے فرمایا۔

(سنن ابوداؤد کتاب السنة باب فی استخلاف ابی بکرؓ، حدیث نمبر ۴۶۶۰-۴۶۶۱)

اس روایت کی مزید تفصیل مسند احمد میں یہ ملتی ہے کہ جب حضرت عمرؓ کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے حضرت عبداللہ بن زَمعَہؓ سے جنہوں نے حضرت عمرؓ سے کہا تھا کہ آپ نماز پڑھائیں کہا کہ مَیں نے تو سمجھا تھا کہ تمہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھے نماز پڑھانے کا کہا جائے وگرنہ مَیں کبھی بھی نماز نہ پڑھاتا۔ تو اس پر انہوں نے، عبداللہ بن زمعہؓ نے کہا کہ نہیں۔ مَیں نے جب دیکھا کہ حضرت ابوبکرؓ نظر نہیں آ رہے تو خود ہی یہ سوچا کہ اس کے بعد آپ ہی نماز پڑھانے کے اہل ہیں۔ اس لیے میں نے خود آپؓ کی خدمت میں نماز پڑھانے کی درخواست کی تھی۔ مجھے براہ راست نہیں کہا گیا تھا۔ یہ مسند کی روایت ہے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۶ صفحہ ۴۱۲-۴۱۳ حدیث عبداللہ بن زمعة حدیث نمبر ۱۹۱۱۳ عالم الکتب بیروت ۱۹۹۸ء)

## آپؓ کی شفقتِ اولاد

کے بارے میں لکھنے والے لکھتے ہیں، ایک مصنف نے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کو اپنی اولاد سے بہت محبت تھی۔ اپنے قول و عمل سے وہ اکثر اس بات کا اظہار بھی کرتے رہتے تھے۔ بڑے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن الگ مکان میں رہتے تھے لیکن ان کے گھر کا خرچ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے ذمہ لے رکھا تھا۔حضرت ابوبکرؓ کی بڑی صاحبزادی حضرت اسماءؓ کی شادی حضرت زبیر بن عوامؓ سے ہوئی تھی۔ وہ شروع شروع میں بہت تنگدست تھے۔ گھر میں کوئی خادم یا خادمہ رکھنے کی مقدرت نہ تھی اس لیے حضرت اسماءؓ کو بہت کام کرنا پڑتا۔ وہ آٹا گوندھتی تھیں۔ کھانا پکاتی تھیں۔ پانی بھرتی تھیں۔ ڈول سیتی تھیں اور کافی فاصلے سے کھجور کی گٹھلیاں سر پر لاد کر لاتی تھیں یہاں تک کہ گھوڑے کو چارہ بھی کھلاتی تھیں۔حضرت ابوبکر صدیقؓ کو جب ان حالات کا علم ہوا تو انہوں نے ایک خادم بھیجا جو گھوڑے کو چارہ کھلاتا اور اس کی دیکھ بھال کرتا تھا۔حضرت اسماءؓ کہتی ہیں کہ خادم بھیج کر گویا اباجان نے مجھے آزاد کر دیا۔

(صحیح البخاری کتاب النکاح، باب الغیرة حدیث نمبر ۵۲۲۴)

ایک اَور واقعہ لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن ابوبکرؓ کو اپنی بیوی عاتکہ سے محبت تھی۔ اس کی وجہ سے انہوں نے جہاد پر جانا چھوڑ دیا تھا۔حضرت ابوبکرؓ یہ برداشت نہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ کو حکم دیا کہ تم نے بیوی کی وجہ سے جہاد پر جانا چھوڑ دیا ہے تو اسے طلاق دے دو۔ تو انہوں نے اس حکم کی تعمیل تو کر دی لیکن عاتکہ کے فراق میں بڑے پُردرد اشعار کہے۔حضرت ابوبکرؓ کے کانوں تک یہ اشعار پہنچے تو ان کا دل پسیج گیا اور انہوں نے حضرت عبداللہؓ کو رجوع کرنے کی اجازت دے دی۔

(سیرة خلیفة الرسول ﷺ سیدنا حضرة ابوبکر صدیقؓ از طالب ہاشمی صفحہ 349 تا351، حسنات اکیڈمی لاہور)

حضرت بَراءؓ نے بیان کیا کہ میں حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ ان کے گھر والوں کے پاس اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ ان کی بیٹی حضرت عائشہؓ لیٹی ہوئی ہیں۔ انہیں بخار ہو گیا تھا۔ میں نے دیکھا کہ انہوں نے یعنی حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عائشہؓ کے رخسار پر بوسہ دیا اور ان کی طبیعت پوچھی کہ اے میری بیٹی! تم کیسی ہو؟

(صحیح بخاری کتاب مناقب الانصار باب ھجرة النبیؐ واصحابه حدیث نمبر ۳۹۱۸)

یہ ذکر ان شاء اللہ آئندہ بھی کچھ بیان ہو گا۔

(الفضل انٹرنیشنل 2/ دسمبر 2022ء صفحہ 5 تا9)

## بقیہ: یک روزہ سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ گاتھن برگ...... از صفحہ 10

بنالے اور پھر دیکھے کہ خود اس کی ذاتی زندگی میں کیسا مثبت انقلاب آتا ہے اور اسی طرح مجلس کے کاموں میں بھی کیسی بہتری آنی شروع ہوتی ہے۔

اجتماع میں کمزور حاضری کی طرف توجہ دلاتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اجتماع کے انعقاد سے ہم پر یہ تو واضح ہوگیا کہ ہماری پوزیشن کیا ہے اور یہ کہ ہم کہاں کھڑے ہیں۔ ان تمام انصار کو فون کریں جو اجتماع میں شامل نہیں ہوئے اور انہیں درخواست کریں کہ مرکزی اجتماع 12-13/ نومبر میں ضرور شرکت کریں۔ یاددہانی کا سلسلہ جاری رکھیں تا کہ مرکزی اجتماع میں ہماری حاضری بہتر ہو سکے۔

آخر میں صدر مجلس نے دعا کروائی اور ہمارا اجتماع بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

مترجم: ابو سلطان

ڈائری عابد خان سے ایک ورق

# اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

بہت سے احباب جو یہ ڈائری پڑھ رہے ہیں اس بات سے آگاہ ہوں گے کہ ستمبر 2022ء کے آخر پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امریکہ کا ایک نہایت تاریخی اور بابرکت تین ہفتے کا دورہ فرمایا۔ جیسا کہ حضور انور نے Covid-19 کی وبا کے باعث بیرون ملک یا یوکے کے اندر کوئی سفر اختیار نہ فرمایا تھا۔ یوں (ایک تعطل کے بعد) آپ کا دورۂ امریکہ ایک خاص اہمیت کا حامل تھا۔ یہ دورہ روحانی بلندی کا باعث، نہایت جذباتی اور ایمان افروز تھا۔

ہر لمحہ نہ صرف جماعت احمدیہ امریکہ کے لئے بلکہ اکناف عالم میں پھیلے احمدیوں کے لئے بھی، مسحور کن اور باعث خوشی ثابت ہوا۔ یہ ایسا خاص موقع تھا کہ جب کورونا پورے زور پر تھا۔ احمدی احباب اس انتظار میں تھے کہ انہیں یہ لمحات دوبارہ کب میسر ہوں گے۔ کورونا کے علاوہ بھی گزشتہ سال میں کئی مشکلات کا سامنا تھا۔ جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے کردار کو کمزور کرنے اور آپ کے کردار پر حملے اس درجہ کو پہنچ گئے کہ میری عمر کے لوگ یا ہم سے چھوٹوں نے اس سے پہلے مشاہدہ نہ کیا تھا۔

ایک ایسے مبارک وجود جسے مَیں اور دیگر بے شمار احباب نہایت نیک، رحمدل اور شفیق جانتے ہیں، کے کردار پر حملے اور ناحق بدنام کرنے کی کوشش بے حد تکلیف دہ اور نہایت غمزدہ کر دینے والی تھی۔ کچھ کا خیال تھا کہ شاید خلافت اور احباب جماعت کے درمیان تعلق میں دراڑ پڑ گئی ہے۔ تاہم ایسی مشکل گھڑی میں بھی حضور انور کے توکّل علی اللہ میں کبھی لغزش نہیں آئی بلکہ آپ مستقل ہمیں ہدایت فرماتے رہے کہ صبر اور حوصلہ سے کام لیں اور اللہ تعالیٰ پر توکل کریں۔

اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ دیگر کئی برکات کے ساتھ ساتھ دورۂ امریکہ نے ثابت کر دیا کہ خلافت اور احباب جماعت میں جو غیر معمولی تعلق ہے اس میں (نعوذ باللہ) لغزش آنے کی بجائے وہ پہلے سے بھی بہت زیادہ مضبوط ہوا ہے۔ مجھے حضور انور کے ساتھ کئی مواقع پر امریکہ کے دورہ پر جانے کی سعادت ملی ہے اور حالیہ دورہ سے قبل مجھے خلافت سے ایسی والہانہ محبت، وفاداری اور نہایت جذباتی لمحات مشاہدہ کرنے کو نہیں ملے۔ مجھے یقین ہے کہ اس دورہ کے حاضرین کی ایک بڑی تعداد ایسی ہی گواہی دے گی۔

اس ڈائری میں خاکسار اپنے چند ایسے تجربات اور مشاہدات لکھے گا جو اس دورہ سے قبل اور اس کے دوران کے ہیں۔ تاہم مجھے یقین ہے کہ میری تحریر کبھی بھی حضور انور کے دورہ امریکہ کی برکات کی صحیح طور پر عکاسی نہ کر سکے گی۔

## ایک سبق سیکھنا

امسال جلسہ سالانہ یوکے کے ختم ہونے کے چند روز بعد مجھے محترم امیر صاحب یوکے کی طرف سے ایک عشائیہ کا دعوت نامہ ملا جو بیت الفتوح میں جلسہ سالانہ کے چند مہمانان اور کارکنان کے اعزاز میں تھا۔ یہ پروگرام شاید بہت عجلت میں بنایا گیا تھا جیسا کہ دعوت نامے صرف ایک روز قبل تیار کئے گئے تھے۔

جیسا کہ مجھے سر شام ملاقات کے لئے اسلام آباد میں حاضر ہونا تھا، مجھے نہیں لگتا تھا کہ میں بر وقت بیت الفتوح پہنچ سکوں گا۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا کہ میں نہیں جاؤں گا۔ تاہم عشائیہ سے چند گھنٹے قبل مجھے محترم امیر صاحب کی طرف سے ایک فون کال موصول ہوئی جس میں استفسار تھا کہ میں آسکوں گا یا نہیں۔ میں نے عرض کی کہ مشکل ہو جائے گا مگر آپ نے زور دیا کہ مجھے آنا چاہئے۔ جب بھی مجھے فرصت ملے اور یہ بھی کہ مجھے اپنی اہلیہ اور بچوں کو بھی ساتھ لانا چاہئے۔

اس خیال سے کہ محترم امیر صاحب نے خاص طور پر مجھے فون کیا تھا میں نے فیصلہ کیا کہ مجھے جانا چاہئے اور مجھے یہ بھی خیال آیا کہ اپنی فیملی کے ساتھ بیت الفتوح تک گاڑی چلانے اور واپس آنے کے سفر سے بھی لطف اندوز ہو جاؤں گا۔ جنہیں میں نے جلسہ کے ایام میں شاید دیکھا بھی نہیں تھا۔

میں نے اپنی اہلیہ مالہ کو میسج کیا اور اس تقریب کے بارے میں بتایا۔ تاہم پہلے تو وہ اس میں شمولیت کے بارے میں متذبذب تھی جیسا کہ ہمارے نکلنے میں چند گھنٹے باقی تھے اور ان کا خیال تھا کہ ان کا اور بچوں کا بر وقت تیار ہونا مشکل ہوگا۔ تاہم میری طرف سے کچھ خاص تگ و دو کے بعد وہ مان گئی اور چند گھنٹوں میں انہوں نے جلدی جلدی خود کو اور بچوں کو تیار کر لیا۔

میں نے انہیں لیا اور ہم اکھٹے اسلام آباد کے لئے روانہ ہو گئے۔ پلان یہ تھا کہ میں ملاقات کروں گا اور پھر ہم بیت الفتوح کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ بچے خاص طور پر میرے دونوں بڑے بیٹے بہت خوش تھے۔ انہیں بیت الفتوح جانا بہت زیادہ پسند ہے اور اس لئے بھی خوش تھے کہ انہیں ایسی تقریب میں مدعو کیا گیا ہے جہاں بکثرت لنگر کا کھانا بھی ہوگا۔ جس دوران میں ملاقات کے لئے حاضر ہوا میری فیملی گاڑی میں بیٹھی رہی۔ اب جبکہ مالہ نے سب کو بر وقت تیار کر لیا تھا (تو وہ مطمئن ہو کر) ایک شام باہر فرصت سے گزارنے کے لئے تیار تھی۔

ملاقات کے دوران میں نے حضور انور کی خدمت میں رپورٹ پیش کی۔ جب میں اجازت لینے ہی لگا تھا تو حضور انور نے استفسار فرمایا کہ ’’کیا تم امیر صاحب کے عشائیہ پر جا رہے ہو؟‘‘ میں نے عرض کی کہ میرا پلان تو نہیں تھا مگر امیر صاحب نے خصوصاً کال کی ہے اب میں نے ارادہ کر لیا ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا:

’’اس وقت کورونا کی وجہ سے ایسا خطرہ مول لینا کوئی دانائی نہیں ہے۔ اگر تم نے امیر صاحب کو بتا دیا ہے کہ تم آ رہے ہو تو تم جا سکتے ہو لیکن اس بات کو یقینی بنانا کہ تم خاص طور پر ماسک پہن کر رکھو۔‘‘ بعد ازاں حضور انور نے فرمایا ’’اور اپنی فیملی کو ساتھ لے کر مت جانا ورنہ وہ کورونا میں آسانی سے مبتلا ہو سکتے ہیں۔ اکیلے ہی جاؤ اور احتیاط برتنا۔‘‘

جونہی میں نے حضور انور کی ہدایت سنی کہ مجھے اپنی فیملی کو نہیں لے کر جانا چاہئے۔ مجھے خیال آیا کہ کس طرح مالہ پہلے جانے کے لئے تیار نہ تھی اور میں نے اس کو جانے کے لئے منایا تھا۔ ایک لمحہ کے لئے میں نے سوچا کہ حضور انور کو بتاؤں کہ وہ گاڑی میں بیٹھ کر جانے کے انتظار میں ہیں کہ شاید حضور انور انہیں بھی ساتھ جانے کی اجازت مرحمت فرما دیں۔ تاہم میں ایسا کرنے سے رک گیا۔ حضور انور نے ایک ہدایت سے نوازا تھا اور ہمارا فرض تھا کہ اس پر عمل کریں۔ میں گاڑی میں واپس پہنچا اور سوائے مسکرانے کے کوئی چارہ نہ تھا۔ میں نے مالہ کو اور بچوں کو حضور انور کی ہدایات کے بارے میں بتایا اور یہ کہ میں انہیں گھر واپس چھوڑوں گا اور اکیلا عشائیہ کے لئے جاؤں گا۔

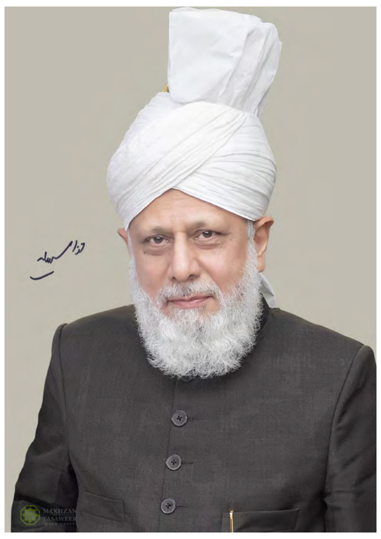

مالہ اس بات پر ہنسی کہ کس طرح وہ (جلدی جلدی میں) تیار ہوئی تھی اور اب گھر واپس جا رہی تھی۔ بہر حال وہ حضور انور کی محبت اور شفقت کی وجہ سے بے حد ممنون تھی۔ ہماری چھوٹی بیٹی جویریہ کو اگرچہ کچھ سمجھ نہ آیا تھا پھر بھی وہ اس نئے پلان پر عمل درآمد کے لئے خوش تھی۔ تاہم ہمارے دونوں بڑے بچوں ماہد اور مشاہد میں افسردگی کے جذبات خوب عیاں تھے۔ دونوں اس بات پر حیران تھے کہ حضور انور نے ان کی خواہش کے بر خلاف ہدایات سے نوازا تھا۔

ابھی تک انہیں صرف حضور انور کی محبت اور شفقت سے ہی حصہ ملا تھا اور یہ پہلا موقع تھا کہ انہیں حضور انور کی طرف سے ایسی ہدایات ملی تھیں جو ان کی دلی خواہشات کے بر خلاف تھیں۔ ان کا ردعمل دیکھنے پر مجھے خیال آیا کہ یہ ایک اچھا موقع ہے کہ انہیں تفصیلاً بتاؤں کہ یہ ان کا خلافت کی اطاعت اور فرمانبرداری کے حوالہ سے پہلا امتحان ہے۔

یوں گھر پہنچنے تک میں نے انہیں تفصیل بتائی کہ حضور انور نے ہمیشہ انہیں بے حد پیار اور شفقت سے نوازا ہے۔ آپ انہیں مستقل چاکلیٹس بھجواتے ہیں اور نہایت شفقت سے ان کے خطوط کا جواب عطا فرماتے ہیں۔ اب پہلی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ حضور انور نے ایسی ہدایت سے نوازا ہے جو ان کی خواہش کے بر خلاف ہے تو بطور ایک وقف نو کیا انہیں اس کو خوشی سے قبول کرنا چاہئے یا شکایت کرنی چاہئے؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ انہوں نے فوراً ہی بات کو سمجھ لیا اور گھر پہنچنے تک وہ خوش تھے اور جلد ہی بیت الفتوح میں منعقد ہونے والی تقریب کے بارے میں بھول گئے۔ اگلے روز جب میں ملاقات کے لئے حاضر ہوا تو میں نے حضور انور کو ساری داستان سنائی اور یہ کہ مجھے خوشی ہے کہ میرے بچوں کو ایک چھوٹی سی قربانی خلافت کی اطاعت اور فرمانبرداری میں کرنے کی توفیق ملی ہے اور خلافت کے بارے میں ایک اہم سبق سیکھا ہے۔

یہ داستان سنتے ہوئے حضور انور مسکرائے خاص طور پر جب آپ نے مالہ کی تیاری کے بارے میں سنا اور یہ بھی کہ اس تیاری کے باوجود اس کو واپس گھر جانا پڑا۔ مجھے ایسا بھی لگا کہ حضور انور کو حیرانی ہوئی جب آپ کو پتا چلا کہ وہ سب تیار تھے اور گاڑی میں انتظار کر رہے تھے۔ یہ داستان سننے کے بعد حضور انور نے اپنی کرسی کے پیچھے الماری کی طرف رخ کیا اور مختلف انواع و اقسام کی چاکلیٹس نکالنے لگے۔ نہایت مشفقانہ انداز میں حضور انور نے فرمایا ’’یہ آپ کے بچوں کے لئے میری طرف سے انعام ہے۔‘‘

حضور انور نے کچھ چاکلیٹس میرے اور مالہ کے لئے بھی عطا فرمائیں۔ یہ چاکلیٹس اس قدر وافر تھیں کہ جہاں حضور انور سے یہ تحفہ

وصول کرنے کی مجھے بے حد خوشی تھی اور میں اپنے بچوں کے چہروں پر آنے والی خوشی کا خیال کر کے خوش ہو رہا تھا وہاں مجھے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کے عملہ کے احباب اور دیگر ملاقات کے آئے ہوئے احباب کے سامنے سے انہیں باہر لے جاتے ہوئے کچھ شرم محسوس ہو رہی تھی۔ میں نے کچھ چاکلیٹس تو فائل میں چھپالی تھیں اور کچھ اپنی جیکٹ میں، مگر وہ اتنی زیادہ تھیں کہ واضح طور پر نظر آرہی تھیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بچوں کے چہرے خوشی سے تململا اٹھے جب انہوں نے حضور انور کی طرف سے اپنے تحفے وصول کئے۔

## دل دہلا دینے والا ایک تبصرہ

6/ ستمبر 2022ء کو جب میں ملاقات کے لئے حاضر ہوا تو بہت پریشان اور فکر مند تھا۔حضور انور نے گزشتہ رات سے مسجد مبارک میں نمازوں کی امامت نہیں فرمائی تھی۔ یہ بات تو واضح تھی کہ آپ کی طبیعت ناسازتھی۔ اس لئے کسی (دفتری) کام سے ہٹ کر میں صرف حضور انور کو دیکھنا چاہتا تھا تا کہ آپ کی طبیعت معلوم کرسکوں۔طبیعت ناساز ہونے کے باوجود حضور انور بر وقت اپنے دفتر تشریف لائے اور چند منٹوں کے بعد مجھے مدعو فرمایا۔

داخل ہوتے ہی مجھے تسلی ہوئی کیونکہ حضور انور کی طبیعت بہتر لگ رہی تھی۔ اگرچہ آپ بہت تھکے ہوئے لگ رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ حضور کی طبیعت کیسی ہے۔حضور انور نے فرمایا:

’’کل شام تمہیں ملنے کے کچھ دیر بعد، فیملی ملاقاتوں کا آغاز ہوا اور چند منٹوں کے بعد میری طبیعت خراب ہونی شروع ہوگئی اور یہ خرابی (ملاقاتوں کے سلسلہ کے دوران) بڑھتی گئی۔ ان کے اختتام پر مجھے ڈاکٹر شبیر صاحب کو بلانا پڑا۔‘‘

میں نے پوچھا کہ طبیعت خراب ہوتے ہی حضور انور نے ملاقاتوں کا سلسلہ ختم کر کے ڈاکٹر صاحب کو کیوں نہ بلالیا۔کمال بے نفسی اور احباب جماعت سے محبت کا اظہار کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

’’احمدی (احباب) بہت دور سے صرف مجھے ملنے کے لئے آتے ہیں اور میں ان میں سے کسی کو بھی مایوس نہیں کرنا چاہتا یا زیادہ دیر تک انتظار میں نہیں رکھنا چاہتا کیونکہ انہوں نے اپنے گھروں میں واپسی بھی کرنی ہوتی ہے۔ اس لئے باوجود ناسازی طبع کے کسی طرح اللہ کی دی ہوئی توفیق سے میں نے ملاقاتیں جاری رکھیں اور جملہ فیملیز سے ملاقات کی۔‘‘

اس شام کوئی فیملی ملاقاتیں نہ تھیں۔ اس لئے میں نے عرض کی کہ اب تو حضور آرام فرمالیں۔ جواب میں حضور انور نے فرمایا:’’مجھے خدام الاحمدیہ کے اجتماع کے لئے نوٹس مکمل کرنے ہیں اور ایک یا دو دن کے بعد مجھے لجنہ کے اجتماع کے لئے بھی نوٹس تیار کرنے ہیں اور پھر اس کے بعد امریکہ کے دورہ کی تیاری کا مرحلہ شروع ہو جائے گا اس لئے آرام کے لئے وقت نہیں ہے۔‘‘

اس بات نے مجھے جذبات سے مغلوب کر دیا اور تکلیف ہوئی کہ حضور انور کی طبیعت ناسازتھی اور یہ خیال کہ کس طرح خلیفۂ وقت مستقل اپنی ضروریات کو پس پشت ڈال کر جماعت کو ترجیح دیتے ہیں اور اپنی تکلیف کو چھپالیتے ہیں۔ میں نے عرض کی کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حضور آپ کی طبیعت بہتر لگ رہی ہے اور آپ کا معمول بغیر کسی تبدیلی کے ویسے ہی جاری ہے۔ حضور انور نے جو بات ارشاد فرمائی اس نے مجھے غم سے بھر دیا۔حضور انور نے فرمایا:

’’تم نہیں جانتے کہ میرے دل میں کیا تکلیف ہے۔تم بس مجھے دیکھتے ہو اور سمجھتے ہو کہ سب ٹھیک ہے۔‘‘

مجھے ایسا لگا جیسے حضور انور ظاہری اور جسمانی تکلیف کا ذکر نہیں فرما رہے بلکہ اس موقع پر حضور انور نے اپنے غم کے جذبات کے طلاطم کا ذکر فرمایا ہے جو بطور خلیفۂ وقت آپ دنیا بھر کے احمدیوں کی تکالیف اور مشکلات کی وجہ سے محسوس کرتے ہیں۔

(حضور انور کا دورۂ امریکہ ستمبر- اکتوبر 2022ء از ڈائری عابد خان)

(باتعاون :مظفرہ ثروت۔ جرمنی)

## دعا کا تحفہ

### کھانا کھانے کی دعا

حضرت معاذؓ بن انس کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کھانا کھا کر یہ دُعا پڑھے اللہ تعالیٰ اُس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَطْعَمَنِیْ ھٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ

(ابوداؤد کتاب اللباس)

ترجمہ:تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور مجھے بغیر میری قوت وطاقت کے یہ رزق دیا۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 101)

مرسلہ:عائشہ چوہدری۔ جرمنی

رپورٹ: چوہدری عطاءالرحمان محمود۔ منتظم اعلیٰ سالانہ اجتماع

# یک روزہ سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ گاتھن برگ

مجلس انصار اللہ گاتھن برگ کا ایک روزہ سالانہ اجتماع مؤرخہ 23/ اکتوبر بروز اتوار منعقد ہوا۔محترم زعیم صاحب مجلس انصار اللہ گاتھن برگ نے اجتماع کے انتظامات کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی۔ مجلس عاملہ کے اجلاس میں اجتماع کے انتظامات کے حوالے سے تفصیلی غور کیا گیا۔ مکرم زعیم صاحب اور خاکسار نے اجتماع کے جملہ انتظامات کے حوالے سے منتظم صاحب طعام، منتظم صاحب علمی مقابلہ جات اور منتظم صاحب ورزشی مقابلہ جات کے ساتھ الگ الگ میٹنگز کیں اور تفصیل سے تمام امور کا جائزہ لیا۔

اجتماع کی حاضری کو بہتر بنانے کے لئے تمام انصار بھائیوں سے بذریعہ ٹیلی فون رابطہ کیا گیا اور انہیں درخواست کی گئی کہ وہ اپنی حاضری کو یقینی بنائیں۔جن انصار سے فون پر بات نہ ہوسکی انہیں اجتماع میں شرکت کے حوالے سے میسج کیا گیا لیکن بہت افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ حاضری بہت کم رہی۔

23/ اکتوبر کو محترم انور رشید صاحب صدر مجلس انصار اللہ سویڈن نے مسجد ناصر گاتھن برگ میں اجتماع کا افتتاح فرمایا۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم صلاح الدین یوسف صاحب نے کی۔ ازاں بعد صدر مجلس کے ہمراہ سب انصار نے عہد دہرایا جس کے بعد مکرم انوار الدین سعید صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام پیش کیا۔ صدر مجلس نے اپنے مختصر خطاب میں انصار بھائیوں کو اس طرف توجہ دلائی کہ اجتماع میں انصار کی حاضری بہت کم ہے۔ انتظامیہ اجتماع اور لوکل مجلس عاملہ کو اس کا جائزہ لینا چاہئے اور حاضری میں کمی کی وجوہات تلاش کر کے آئندہ انہیں دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔صدر محترم نے اس حوالے سے دعا کی طرف بھی توجہ دلائی اور کہا کہ ہمارے سب کام دعاؤں سے ہوتے ہیں۔ اس بات کا بھی جائزہ لیں کہ کیا آپ لوگ اجتماع کی کامیابی کے لئے دعا کرتے رہے ہیں اور کیا آپ نے آج صبح اپنے اجتماع کی کامیابی کے لئے دعا کی تھی یا نہیں؟

صدر محترم نے فرمایا کہ ہمیں اپنی کمزوریوں کا جائزہ لینا چاہئے اور ان کو دور کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہئے۔ مکرم زعیم صاحب نے اجتماع کے پروگرام کے بارے میں بتایا کہ اب ورزشی مقابلہ جات منعقد ہوں گے۔ اس کے بعد کھانا پیش کیا جائے گا اور کھانے کے بعد نماز ظہر وعصر ادا

کی جائے گی اور پھر علمی مقابلہ جات کروائے جائیں گے۔

ورزشی مقابلہ جات میں ٹیبل ٹینس، بال پھینکنا اور مشاہدہ معائنہ شامل تھے۔ انصار بھائیوں نے ان مقابلوں میں شوق اور دلچسپی سے حصہ لیا انتظامیہ کی طرف سے انصار کے لئے فروٹس کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ انصار کھیلوں کے ساتھ ساتھ فروٹس سے بھی لطف اندوز ہوتے رہے۔

کھیلوں کے اختتام پر انصار کی خدمت میں پر تکلف کھانا پیش کیا گیا اور اس کے بعد نمازیں ادا کی گئیں اور پھر علمی مقابلہ جات کا آغاز ہوگیا۔ ان مقابلوں میں تلاوت قرآن کریم، نظم اور حفظ قرآن کے مقابلہ جات شامل تھے۔ ان مقابلوں میں بھی انصار نے شوق اور دلچسپی سے حصہ لیا۔ اجتماع کا اختتامی اجلاس صدر مجلس کی صدارت میں شروع ہوا۔ مکرم فاضل احمد شمس صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی۔ پھر صدر مجلس کے ساتھ انصار نے عہد دہرایا۔ نظم مکرم مرزا بشارت احمد صاحب نے پیش کی۔ مکرم زعیم صاحب نے اجتماع کی مختصر سی رپورٹ پیش کی جس کے بعد صدر مجلس نے اپنے اختتامی خطاب میں بانی مجلس انصار اللہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے 1940ء کے ایک ارشاد کے حوالے سے انصار کو توجہ دلائی کہ ہر ناصر روزانہ کم از کم آدھا گھنٹہ اپنی تنظیم انصار اللہ کو دے۔ صدر مجلس نے فرمایا کہ حضور کے اس ارشاد کو ہر ناصر اپنا لائحہ عمل

بقیہ صفحہ 8 پر

رپورٹ: ظفراللہ سلام۔ افسر جلسہ سالانہ لگزمبرگ

# تاریخ ساز پہلا جلسہ سالانہ لگزمبرگ

جماعت احمدیہ لگزمبرگ کا پہلا جلسہ سالانہ مؤرخہ 20/ نومبر 2022ء اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور برکتوں کو سمیٹتے ہوئے اختتام پذیر ہوا۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ

اس تاریخ ساز پہلے جلسہ سالانہ کے انتظامات کا آغاز مجلس عاملہ کے مشورہ سے افسر جلسہ سالانہ کے تقرر سے ہوا جس کی بعد ازاں حتمی منظوری پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے لی گئی اور یوں جلسہ کی تیاری کا آغاز ہوگیا۔ چونکہ جماعت لگزمبرگ انتظامی طور پر جماعت احمدیہ جرمنی کے تحت ہے اس لئے سارے انتظامات مکرم امیر صاحب جرمنی عبد اللہ واگس ہاؤزر کی نگرانی میں بوساطت نیشنل سیکرٹری تبلیغ مکرم حافظ فرید احمد خالد ہوتے رہے۔

مؤرخہ 13/ ستمبر کو ہماری پہلی میٹنگ برائے جلسہ سالانہ لگزمبرگ مشن ہاؤس میں منعقد ہوئی جس کی صدارت مکرم حافظ فرید خالد صاحب نے فرمائی اور دعا مکرم خالد لاگیٹ صاحب نیشنل صدر جماعت احمدیہ لگزمبرگ نے کرائی۔جس میں 2 نائب افسران کے تقرر کا اعلان کیا گیا۔ درج ذیل شعبہ جات اور ان کے ناظمین مقرر کئے گئے۔

- **ناظم ضیافت:** مکرم محمد عثمان باجوہ صاحب
  سیکرٹری صاحب مال جماعت لگزمبرگ
- **ناظم رجسٹریشن:** مکرم عمر وقار صاحب
  جنرل سیکرٹری جماعت لگزمبرگ
- **ناظم ٹرانسپورٹ:** مکرم عطاء الہادی
  سیکرٹری ضیافت جماعت لگزمبرگ
- **ناظم تیاری:** مکرم ناصر احمد سلام صاحب
  صدر جماعت فریز ہائم جرمنی
- **ناظم پریس اینڈ میڈیا:** مکرم فیضان احمد سلام صاحب
- **ناظم ٹرانسلیشن:** مکرم منصور احمد صاحب فرام فرانس
- **ناظم سمعی و بصری:** مکرم احسن فہیم صاحب
  نیشنل سیکرٹری سمعی و بصری و مربی سلسلہ جماعت جرمنی
- **ناظم سوشل میڈیا:** مکرم شیراز احمد صاحب
  نگران سوشل میڈیا شعبہ تبلیغ جرمنی
- **ناظم وائنڈاپ:** مکرم ناصر احمد سلام صاحب
  صدر جماعت فریز ہائم جرمنی

جلسہ سے قبل دو ماہ کے دورانیہ میں 6 میٹنگ منعقد کی گئیں۔جن میں تمام امور کا باریکی اور گہرائی سے جائزہ لیا جاتا رہا۔

جلسہ کے انعقاد کے لئے سب سے بڑا مرحلہ ایک مناسب ہال تلاش کرنا تھا جس کا انتظام مکرم نیشنل صدر صاحب لگزمبرگ کے ذریعہ سے ہوا۔ دراصل یہ ہال ایک چرچ کا ہے جسے لگزمبرگ کی ایک ’’شٹم فون ڈیا شٹخوس‘‘ ”Stam von der Stroos“ نامی فلاحی تنظیم نے کرائے پر لیا ہوا ہے جس میں اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ جماعت احمدیہ لگزمبرگ کو گزشتہ کئی ماہ سے غرباء کو مفت کھانا تقسیم کرنے کی سعادت مل رہی ہے۔ اسی اعزاز میں انہوں نے جماعت کو یہ ہال مفت مہیا فرمادیا جسے اگرہمیں کرائے پر حاصل کرنا پڑتا تو کم سے کم کرایہ 4000 یورو ہوتا۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ

تقاریر کے موضوعات اور مقررین کا انتخاب بھی جلسہ سالانہ کے انعقاد میں بہت اہمیت رکھتا ہے چنانچہ اس مرحلہ کو بھی میٹنگ میں تفصیلاً بحث میں لاکر فیصلہ کیا گیا۔ چنانچہ جلسہ کے پروگرام کو دو اجلاسات میں تقسیم کرنے کے بعد پہلے اجلاس میں 3 مقررین اور دوسرے اجلاس میں 2 مقررین کا انتخاب کیا گیا۔ پہلے اجلاس کی پہلی تقریر مکرم اشرف ضیاء صاحب امیر ومشنری انچارج آسٹریا، دوسری تقریر خاکسار محمد ظفر اللہ سلام مربی سلسلہ لگزمبرگ اور تیسری تقریر مکرم صداقت احمد صاحب مشنری انچارج جرمنی کی بزبان اردو بالترتیب حضرت مسیح موعودؑ کا انداز تبلیغ، اطاعت خلافت، خاتم النبیین کا حقیقی مفہوم کی مقرر کی گئیں۔ جبکہ دوسرا اجلاس، مکرم خالد لاگیٹ صاحب نیشنل صدر جماعت لگزمبرگ اور مکرم عبد اللہ واگس ہاؤزر امیر صاحب جرمنی کی بالترتیب خدا 21ویں صدی میں اور موجودہ عالمی حالات اور خلیفۂ وقت کی راہنمائی، کے موضوعات پر مشتمل تھا۔ ان احباب اور تقاریر کے موضوعات کی منظوری پیارے آقا کی خدمت اقدس سے حاصل کرنے کے بعد مذکورہ احباب کو مدعو کیا گیا جسے انہوں نے بصد احترام قبول فرمایا۔

## معائنہ جلسہ سالانہ

مؤرخہ 19/ نومبر کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری نوے فیصد تیاری ہوچکی تھی۔مکرم ومحترم مشنری انچارج صداقت احمد صاحب نے جلسہ سالانہ کے انتظامات کا معائنہ کیا خاکسار افسر جلسہ سالانہ نے جلسہ کی تیاری رپورٹ پیش کی۔ بعد ازاں ناظمین و کارکنان کو قیمتی نصائح سے نوازا۔ آخر پر محترم صداقت احمد صاحب کے ہمراہ تمام ناظمین و کارکنان نے ڈنر کیا۔

جماعتی روایت کے مطابق اجلاسات جلسہ کیا آغاز تلاوت، نظم اور ملکی لوکل زبان میں ان کے ترجموں سے کیا گیا۔ لگزمبرگ کی لوکل زبان فرنچ ہے اس لئے ان پیش کردہ تمام تقاریر، تلاوت ونظموں کا ترجمہ فرنچ میں بھی پیش کیا گیا۔ چنانچہ پہلے اجلاس میں تلاوت مکرم محمد عثمان باجوہ صاحب نے جبکہ اردو ترجمہ مکرم منصور جاوید چٹھہ صاحب اور فرنچ ترجمہ عزیزم فصیح احمد سلام نے پیش کیا۔ اسی طرح نظم مکرم عمر وقار صاحب جبکہ فرنچ ترجمہ مکرم منصور احمد صاحب فرام فرانس نے پیش فرمایا۔ دوسرے اجلاس میں تلاوت ہمارے شامی بھائی مکرم احمد جبان صاحب نے کی جس کا اردو ترجمہ مکرم ڈاکٹر وحید احمد صاحب اور فرنچ ترجمہ عزیزم فیضان احمد سلام نے پیش فرمایا۔ اسی طرح نظم مکرم مرتضی منان صاحب نے پیش فرمائی جس کا فرنچ ترجمہ ہمارے کیمرون سے تعلق رکھنے والے بھائی مکرم لیون میعاب صاحب نے پیش کیا۔

جلسہ میں شرکت کے لئے آنے والے مہمانوں کی صبح کے ناشتہ کے علاوہ دوپہر کے کھانے اور رات کے کھانے کے پیکٹ ساتھ دینے کی مدارت کی گئی۔ جلسہ کے دوران تمام وقت چائے کا بندوبست رہا جس کی ذمہ داری احسن طریق پر مکرم شہباز بٹ صاحب نے نبھائی۔ جبکہ غیر از جماعت مہمانوں، جن کی تعداد 22 تھی، کی مہمان نوازی کے لئے باقاعدہ ڈنر کا انتظام کیا گیا تھا۔ بعد ازاں ان کی خدمت میں ایک نہ صرف مزیدار بلکہ بہت ہی خوبصورت کیک پیش کیا گیا جو بہت ہی زیادہ پسند کیا گیا۔ یہ کیک ہمارے بھائی مکرم شاہد بٹ صاحب آف جماعت وٹلش کی اہلیہ مکرمہ...نے خاص طور پر اپنے ہاتھ سے تیار کیا تھا۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر اور تشکر ہے کہ جلسہ کے کھانے کی تیاری کا انتظام وٹلش جماعت، جو جرمنی کی ایک جماعت ہے اور لگزمبرگ سے 150 کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے، میں کیا گیا تھا جہاں پر تیاری کھانے کی ٹیم، جس کی نگران لک مکرم افضل صاحب تھے، کے کئی ممبران نے جلسہ میں شرکت نہیں کی بلکہ اپنی ڈیوٹی پوری کرنے اور حضرت مسیح موعودؑ کے مہمانوں کی خدمت میں لنگر پیش کرنے کے لئے پس پردہ ہی کام کرتے رہے اور تک کسی کو معلوم نہیں کہ وہ کون تھے۔ سُبۡحَانَ اللّٰہِ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکۡھُمۡ وَاَصۡلِحۡ بَالَھُمۡ۔

جلسہ سالانہ منعقد کرنے کے لئے جو ہال ہمیں مہیا تھا وہ ضرورت سے

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

**ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں**

کہیں زیادہ چھوٹا تھا مگر چونکہ لگزمبرگ ہے تو یورپ کا ایک چھوٹا سا ملک لیکن نہایت ہی مہنگا ہونے کے ساتھ ساتھ مذہب سے بالکل لاتعلق اور متنفر ملک ہے۔ چنانچہ یہ ہال ملنا بھی ہمارے لئے ایک معجزہ اور قیمتی موقع تھا ورنہ کوئی بھی مذہبی اور خاص طور پر اسلامی پروگرام منعقد کرنے کی اجازت ملنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں۔ چنانچہ اسی 150 مربع میٹر کے اس ہال میں جلسہ منعقد کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ جس میں 120 افراد کے لئے جلسہ سننے کا، کھانا کھانے کا اور نمازیں پڑھنے کا انتظام کرنا کسی چیلنج سے کم نہ تھا۔ چنانچہ اس کام کے لئے مستعد ٹیمیں تیار کی گئیں جو وقت پر تیار اور اشارے کی منتظر تھیں۔ جیسے ہی پہلا اجلاس ختم ہوا 3 سے 5 منٹ کے اندر ایک ٹیم نے ہال میں موجود تمام کرسیاں اٹھا دیں اور دوسری ٹیم نے فقط 3 منٹ میں نماز کے لئے صفیں بچھا دیں۔ جونہی نماز ختم ہوئی ایک ٹیم جو پہلے سے تیار تھی نے فوراً صفیں اٹھا کر 8 منٹ میں ٹیبلیں کرسیاں لگا کر اسی ہال کو ڈائننگ ہال میں تبدیل کر دیا۔ بعد ازاں ہال میں انہیں ٹیبلوں کی صفائی کے بعد اسے غیر از جماعت مہمانوں کے بیٹھنے کے لئے چھوڑ دیا گیا۔

## پرچم کشائی

جلسہ سالانہ کا پہلا اجلاس مکرم امیر صاحب جرمنی کی صدارت میں ٹھیک 11 بجے اپنے مقررہ وقت پر پرچم کشائی سے ہوا۔ محترم امیر صاحب جرمنی نے لوائے احمدیت جبکہ محترم نیشنل صدر صاحب لگزمبرگ نے لگزمبرگ کا جھنڈا لہرایا۔ پھر محترم امیر صاحب جرمنی نے دعا کرائی اور سٹیج پر صدارت کی کرسی پر انہیں مدعو کیا گیا۔

اور تین گھنٹہ قَالَ اللّٰہُ وَقَالَ الرَّسُوۡلُ سے احباب جماعت کے ایمانوں کو معطر کرنے کے بعد اپنے اختتام کو پہنچا۔ نماز ظہر وعصر کی ادائیگی اور دوپہر کے کھانے سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ غیر از جماعت احباب کی آمد کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ ایک ایک مہمان کو دروازہ پر خوش آمدید کہنے کے لئے فرنچ بولنے والے خدام موجود تھے اور ساتھ ہی انہیں ہال میں لا کر عزت و احترام سے کرسی پر بٹھا دیا جاتا تھا۔ جلسہ سالانہ کا دوسرا اجلاس ٹھیک اپنے وقت پر ساڑھے تین بجے شروع ہوگیا۔ پہلی تلاوت و نظم کے بعد پہلی تقاریر پیش کی گئیں اور بعد ازاں مہمانوں کو کھانا پیش کیا گیا۔ اجلاس کے اختتام پر لگزمبرگ میں موجود ایک فلاحی تنظیم ''سمائلی کِڈز''، یعنی مسکراتے بچے نامی ایک فلاحی تنظیم کو 2 ماہ قبل جماعت لگزمبرگ کی طرف سے کھانا پیش کیا گیا تھا جسے لوگوں نے قیمتاً خریدا تھا جس کی تمام رقم 500 یورو کا چیک اس فلاحی تنظیم کو پیش کیا گیا۔ اور یوں یہ جلسہ سالانہ بابرکت و بخیریت انجام پذیر ہوا۔ جلسہ کے بعد تمام احباب کی خدمت میں رات کا کھانا پیش کیا گیا۔ غیر از جماعت مہمانوں کے لئے بطور خاص بغیر مرچوں کے مگر پر تکلف کھانے کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔

اس موقع پر چند احباب کے لئے خصوصی طور پر شکریہ کے الفاظ کہنے بے موقع نہ ہوں گے۔

محترم حافظ فرید احمد خالد صاحب نیشنل سیکرٹری تبلیغ جماعت جرمنی جنہوں نے نہایت جانفشانی سے اور بالخصوص آخری دنوں میں بیماری کے باوجود نائب افسران جلسہ مکرم صفوان ملک صاحب اور مکرم سرور چیمہ صاحب کے ساتھ متعدد دورے کئے اور تمام معاملات کی نگرانی فرماتے رہے۔ اور ہر لحاظ سے خاکسار کے ممد و معاون رہے۔ جَزَاہُ اللّٰہُ تعالیٰ

جماعت وٹلش میں رہ کر کھانا تیار کرنے والی ٹیم جنہوں نے جلسہ میں غیر حاضر ہونا منظور کیا مگر اپنی ڈیوٹی سرانجام دے کر خدا تعالیٰ کے ہاں ماجور ہوئے۔ جَزَاھُمُ اللّٰہُ تعالیٰ

مکرم ناصر احمد سلام صاحب جو جماعت فرنز ہائم جرمنی کے صدر جماعت ہیں۔ ہسپتال میں ٹانگ اور کمر میں سخت درد کی وجہ سے بیمار رہنے کے بعد مکمل صحتیاب ہونے سے قبل ہی پورا ایک ہفتہ اپنی بیماری کی چھٹیوں میں لگزمبرگ آکر کام کیا۔ اور سٹیج کی ساری سجاوٹ اور تیاری جلسہ گاہ میں انتہائی محنت اور لگن سے وقار عمل کیا۔ جَزَاہُ اللّٰہُ تعالیٰ

جلسہ سالانہ لگزمبرگ کی کل حاضری 162 تھی جن میں غیر از جماعت مہمانوں کی تعداد 22 تھی جن میں لگزمبرگ، پرتگال، مراکش، شام، الجیریا، فرانس سے تعلق رکھنے والے احباب تھے۔ اللہ تعالیٰ تمام شاملین جلسہ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور جلسہ کی تمام برکات سے نوازے۔ جلسہ سالانہ میں کسی بھی رنگ میں چھوٹی سے چھوٹی خدمت بجالانے والے کو اجر عظیم سے نوازے۔

احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ سالانہ کو جماعت لگزمبرگ کی تعلیم و تربیت اور تبلیغ اسلام کے لئے ایک سنگ میل بنا دے۔ اٰمین اَللّٰھُمَّ اٰمین

## ایک سبق آموز بات

نماز کی وقت پر ادائیگی سے خدا تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے ساتھ ساتھ ہر کام کو اس کے وقت پر کرنے کی اچھی عادت خود بخود پیدا ہو جائے گی جس سے ہر کام میں سلیقہ اور عمدگی پیدا ہو سکے گی۔

مرسلہ: عبدالباسط شاہد۔ لندن

## فقہی کارنر

### رہن با قبضہ ہو اور تحریر لینا بھی ضروری ہے

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب تحریر کرتے ہیں کہ مجھ سے حافظ روشن علی صاحب نے بیان کیا کہ حضرت مولوی صاحب خلیفہ اوّلؓ بیان فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میں نے کسی شخص سے ایک زراعتی کنواں ساڑھے تین ہزار روپیہ میں رہن لیا مگر میں نے اس سے نہ کوئی رسید لی اور نہ کوئی تحریر کروائی اور کنواں بھی اسی کے قبضے میں رہنے دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد میں نے اس سے کوئیں کی آمد کا مطالبہ کیا تو وہ صاف منکر ہو گیا اور رہن کا ہی انکار کر بیٹھا۔ حافظ صاحب کہتے تھے کہ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ کسی نے یہ خبر حضرت مسیح موعود علیہ السلام تک پہنچا دی اور مولوی صاحب کے نقصان پر افسوس کیا مگر حضرت صاحب نے فرمایا تمہیں ان کے نقصان کی فکر ہے مجھے ایمان کی فکر ہے مولوی صاحب نے کیوں دوسرے شخص کو ایسی حالت میں رکھا جس سے اس کو بد دیانتی کا موقعہ ملا اور کیوں اسلامی حکم کے مطابق اس سے کوئی تحریر نہ لی اور کیوں اس سے باقاعدہ قبضہ نہ حاصل کیا۔

(سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 146-145)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

## طلوع وغروب آفتاب

| 5؍دسمبر 2022ء | | طلوع فجر | غروب آفتاب |
|---|---|---|---|
| مکہ مکرمہ | | 05:23 | 17:38 |
| مدینہ منورہ | | 05:28 | 17:33 |
| قادیان | | 05:47 | 17:24 |
| ربوہ | | 05:27 | 17:04 |
| اسلام آباد ٹلفورڈ | | 06:21 | 15:57 |